بانی: حضرت اقدس مولانا **شاہ سعید احمد** رائے پوری
قَدَّسَ اللّٰہُ سِرَّہُ السَّعِید مسند نشین رابع خانقاہِ عالیہ رحیمیہ رائے پور

مدیرِ اعلیٰ: حضرت اقدس مولانا مفتی **عبدالخالق آزاد** رائے پوری
جانشین حضرت اقدس رائے پوری رابعؒ

شریعت، طریقت اور اجتماعیت پر مبنی دینی شعور کا نقیب

ماہنامہ رحیمیہ لاہور

جنوری 2025ء / جمادی الاخریٰ، رجب المرجب ۱۴۴۶ھ

جلد نمبر 17، شمارہ نمبر 1 قیمت: 30 روپے • سالانہ ممبرشپ: 350 روپے

مجلس ادارت

سرپرست: ڈاکٹر مفتی سعید الرحمٰن
صدر: مفتی عبدالمتین نعمانی
مدیر: محمد عباس شاد

ترتیبِ مضامین

- امن واجتماعیت کا مرکز؛ بیت اللہ الحرام
- عزت دِلانے والے کام
- حضرت طلحہ بن عبید اللہ "طلحة الخير"، رضی اللہ عنہ
- سیاسی گرگوں اور مذہبی لومڑیوں کی آماجگاہ میں سالِ نو کی آمد
- تینوں لطائف کی صفات وافعال اور تجرباتی دلائل
- سقوطِ بغداد پر شیخ سعدیؒ کا نوحہ
- ہواؤں کا رخ
- ملک شام کا اُکھاڑہ
- اصلاح اور تربیت کے دو دائرے؛ تہذیبِ نفس اور تہذیبِ مدن
- غزوۂ تبوک کے تناظر میں سچی جماعت کی معیت اختیار کرنے کا حکم
- برصغیر میں استعماری نظام کے خلاف علما کی جدوجہد اور قربانیاں
- ادارہ رحیمیہ کے بنیادی مقاصد اور اس میں پڑھائے جانے والے علوم
- کراچی کتب میلے میں ''رحیمیہ مطبوعات لاہور'' کا سٹال
- ادارہ رحیمیہ علومِ قرآنیہ ملتان کیمپس کا افتتاح
- تقریبِ رونمائی کتب ''الموقف فی الحدیث'' و ''خطبات ومقالات''
- دینی مسائل
- تقریبِ تکمیل صحیح بخاری شریف

ارشادِ گرامی

حضرت اقدس مولانا
شاہ عبدالقادر
رائے پوری قدس سرہ
مسند نشین ثانی
خانقاہ عالیہ رحیمیہ رائے پور

''صحابہؓ (کی زندگیوں) میں ایمان اور (روزمرہ کا) کام تھا اور متأخرین (بعد میں آنے والوں) کی طرح (اُن) کے زیادہ مجاہدات (کے واقعات) بھی ہمیں کتابوں میں نہیں ملتے، مگر ان کو (صحبتِ نبویؐ میں) حضرت ﷺ کے جذبے (باطنی کشش) کی وَجہ سے (ایمان کے تقاضوں کا) ''جذب'' (ولولہ) ہو جاتا تھا، جس کا (بالعموم) صحابہؓ کو بھی علم کم تھا۔
تم (صحابہ کرامؓ کے حالات زندگی کا مطالعہ کرنے والے) جانتے ہو کہ وہ لوگ اپنے کاروبار (دُنیوی کام کاج) میں لگے رہتے تھے اور اصحابِ صفہ بھی صرف طالبِ علموں کی طرح کچھ (وقت) قرآن پڑھ (سمجھ) لیتے تھے (اور گزر بسر کے لیے) کچھ لکڑیاں لے آتے تھے اور کوئی خاص (قسم کے مجاہدے کی) بات ابتدا میں نہ تھی (البتہ حضور ﷺ کی صحبت میں رہنے اور آپؐ کی طرف جذب اور کشش کی وجہ سے ایمان اور عملی کام اعلیٰ درجے کا تھا)''۔

(۴ر ذی الحجہ ۱۳۶۵ھ/ 30ر اکتوبر 1946ء، بروز: بدھ۔ مقام: رائے پور)
(ارشادات حضرت شاہ عبدالقادر رائے پوریؒ، ص:199، طبع: رحیمیہ مطبوعات، لاہور)

ادارہ رحیمیہ علومِ قرآنیہ ٹرسٹ **لاہور**
رحیمیہ ہاؤس، 33/A، کوئینز روڈ (شارع فاطمہ جناح) لاہور
0092-42-36307714,36369089-www.rahimia.org
Email: info@rahimia.org

تفسیر: شیخ التفسیر مفتی عبدالخالق آزاد رائے پوری

امن واجتماعیت کا مرکز؛ بیت اللہ الحرام

گزشتہ آیت (2-البقرہ: 124) میں یہ حقیقت واضح کی گئی تھی کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام انسانیت کے امام ہیں۔ انھوں نے انسانیت کی ترقی کے بنیادی قاعدے اور ضابطے وضع کیے اور سورج، چاند، ستاروں کی پجاری ملتِ صابئہ کو ختم کیا اور اُن کے نام پر بننے والے معبدوں؛ بیت الشّمس و بیت القمر وغیرہ کا خاتمہ کیا۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے ذاتِ باری تعالیٰ کی طرف مکمل توجہ اور توحیدِ الٰہی پر مبنی ملتِ ابراھیمیہ حنیفیہ کا نظام قائم کیا۔ اور انسانی مسائل کے حل کرنے کے لیے احکاماتِ الٰہیہ کی روشنی میں اس ملت کے بنیادی اَساسی اُصول واضح کیے۔ آپؑ نے انسانیت کے لیے حنفی قواعد وضوابط متعین کر کے انسانیت کی ترقی کا ایک کامل اور مکمل نظام وضع کیا۔

اس آیتِ مبارکہ (2-البقرہ: 125) میں امامِ انسانیت حضرت ابراہیم علیہ السلام کے لیے ملتِ ابراھیمیہ حنیفیہ کی تعلیم وتربیت اور نشرواشاعت کے لیے زمین پر ایک مرکز؛ بیت اللہ الحرام کی اہمیت بیان کی گئی ہے۔ ملتِ صابئہ کے مراکز؛ بیت الشّمس والقمر کے برعکس اللہ کی عبادت کے لیے زمین پر ایک گھر ہونا ضروری ہے، تا کہ عام انسانیت اس گھر میں آکر مناسکِ تعلیم وتربیت حاصل کرے اور کامیاب ہو جائے۔

وَاِذۡ جَعَلۡنَا الۡبَيۡتَ مَثَابَةً لِّلنَّاسِ وَاَمۡنًا ؕ (اور جب مقرر کیا ہم نے خانہ کعبہ کو اجتماع کی جگہ لوگوں کے واسطے اور جگہ امن کی): اللہ تبارک وتعالیٰ نے جہاں انسانیت کی عالم گیر رہنمائی کے لیے ایک عظیم الشان اولوالعزم پیغمبر حضرت ابراہیم علیہ السلام کو بہ طورِ امام مقرر کیا، تو انھوں نے اللہ تعالیٰ کے حکم سے اپنے بڑے صاحبزادے حضرت اسماعیل علیہ السلام کے ساتھ مل کر بیت اللہ الحرام کی تعمیر کی۔ اس مرکز کی تعمیر کے دو بنیادی مقاصد بیان کیے گئے ہیں: ایک ''مَثَابَةً لِّلنَّاسِ'': انسانیت کے اجتماع کا مرکز جس میں انھیں ذاتِ باری تعالیٰ سے وابستگی کے مناسک اور طریقۂ کار سکھائے جائیں۔ ایسی تربیت گاہ کہ جس میں جمع ہو کر لوگ دنیا اور آخرت کی جہنم کے عذاب سے بچیں اور دونوں جہانوں کی فلاح اور کامیابی حاصل کر کے جنت کے مستحق بنیں۔ امام شاہ ولی اللہ دہلویؒ حج کے اجتماع کے مقاصد بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں: ''ہر حکومت اور ملت کا ایسا اجتماع ضروری ہے کہ جس میں دور اور قریب کے تمام لوگ جمع ہوں، تا کہ وہ ایک دوسرے سے تعارُف حاصل کریں اور اپنی ملت کے احکامات سے مستفید ہوں اور ملت کے شعائر کی عظمت اپنے دلوں میں پیدا کریں۔ حج مسلمانوں کا ایک ایسا بڑا اجتماع ہے، جس کا مقصد یہ ہے کہ اُن کی شوکت اور غلبے کا اظہار، اُن کے لشکروں کی اجتماعی طاقت اور اُن کی ملتِ ابراھیمیہ حنیفیہ کی عظمتِ شان پیدا ہو''۔ (حجۃ اللہ البالغہ)

اس مرکز کو قائم کرنے کا دوسرا مقصد ''وَاَمۡنًا'' کل انسانیت کے لیے امن وامان کا نظام قائم کرنا ہے۔ اس مرکز کے عظیم الشان اجتماع میں کوئی لڑائی جھگڑا نہ کرنے کی تعلیم وتربیت دینا ہے۔ قرآن حکیم نے دوسری جگہ پر ارشاد فرمایا ہے: ''جو اس کے اندر آیا، اس کو امن ملا'' (3- آلِ عمران: 97)۔ کسی مرکز میں امن وامان موجود ہوگا تو انسانوں کی اجتماعی تعلیم وتربیت بھی صحیح طور پر ہو پائے گی۔ اسی لیے حرمِ مکی کی حدود میں ہر طرح سے امن وامان کو برقرار رکھنے کا حکم دیا گیا۔ بیت اللہ الحرام کی حرمت کا تقاضا ہے کہ یہاں کوئی فرد کسی دوسرے فرد کے لیے سیاسی، معاشی، سماجی حوالے سے کسی قسم کی بداَمنی اور خوف پیدا نہ کرے، بلکہ امن وامان کو یقینی بنا کر احترامِ انسانیت کا نمونہ قائم کرے۔

وَاتَّخِذُوۡا مِنۡ مَّقَامِ اِبۡرٰهٖمَ مُصَلًّى ؕ (اور بناؤ ابراہیم کے کھڑے ہونے کی جگہ کو نماز کی جگہ): حضرت ابراہیم علیہ السلام نے جنت کے جس پتھر پر کھڑے ہو کر بیت اللہ الحرام کی تعمیر کی تھی، وہ انتہائی اہمیت کا حامل تھا۔ مشرکین مکہ نے بہت سے معبودانِ باطلہ پتھروں کی صورت میں تراش رکھے تھے، حتیٰ کہ انھوں نے خانہ کعبہ کو تین سو ساٹھ پتھروں کے بتوں سے بھر دیا تھا۔ وہ خدا تعالیٰ کو چھوڑ کر ان بتوں کی پرستش کرتے تھے۔ نیز حضرت ابراہیم علیہ السلام اور اسماعیل علیہ السلام کے بُت اور تصاویر وغیرہ بھی بنا کر رکھے ہوئے تھے۔ ان تمام کو فتح مکہ کے موقع پر رسول اللہ ﷺ نے نکال باہر کیا۔ خانۂ کعبہ کی اصل حیثیت کو بحال کیا تو اُس کی تعمیر کی نشانی ''مقامِ ابراہیمؑ'' کی نشان دہی فرمائی۔ حضرت شیخ الہند مولانا محمود حسنؒ فرماتے ہیں کہ: ''مقامِ ابراہیم وہ پتھر ہے، جس پر کھڑے ہو کر خانۂ کعبہ کو تعمیر کیا تھا۔ اس میں حضرت ابراہیم (علیہ السلام) کے قدموں کا نشان ہے اور اسی پتھر پر کھڑے ہو کر حج کی دعوت دی تھی اور وہ جنت سے لایا گیا تھا جیسے ''حجرِ اسود''۔ اب اس پتھر کے پاس نماز پڑھنے کا حکم ہے اور یہ حکم استحبابی ہے''۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام بانیٔ مرکزِ بیت اللہ کی تعمیری کاوشوں کو مسلمانوں کے ذہنوں میں بٹھانے کے لیے ''مقامِ ابراہیمؑ'' کے پاس لیے نماز پڑھنے کا استحبابی حکم دیا گیا، تا کہ اس مرکز کے امام اور اُن کی اس تعمیری کاوش کو ہر آنے جانے والے کے سامنے ہمیشہ کے لیے ایک زندہ وجاوید نشانی کے طور پر محفوظ رکھا جائے۔

وَعَهِدۡنَاۤ اِلٰٓى اِبۡرٰهٖمَ وَاِسۡمٰعِيۡلَ اَنۡ طَهِّرَا بَيۡتِىَ لِلطَّآئِفِيۡنَ وَالۡعٰكِفِيۡنَ وَالرُّكَّعِ السُّجُوۡدِ (اور حکم کیا ہم نے ابراہیم اور اسماعیل کو کہ پاک کر رکھو میرے گھر کو واسطے طواف کرنے والوں کے اور اعتکاف کرنے والوں کے اور رکوع اور سجدہ کرنے والوں کے): بیت اللہ الحرام کی تعمیر کے بعد حضرت ابراہیم اور اسماعیل علیہما السلام کے ذمے یہ عہد لگایا گیا کہ وہ اس مرکز میں آنے والے انسانوں کے لیے ہمیشہ پاک و صاف رکھیں۔ یہاں ناپاک آدمی کا داخلہ نہیں ہوگا۔ انھیں یہاں پاکیزگی کے ساتھ تین بنیادی کام سرانجام دینے ہیں: بیت اللہ الحرام کا طواف کرنا، اس مرکز میں تعلیم وتربیت کے لیے اعتکاف کرنا اور اللہ تبارک وتعالیٰ کے حضور رُکوع وسجود پر مشتمل نماز ادا کرنا ہے۔ ان تینوں کاموں کو یکسوئی کے ساتھ ادا کرنے کے لیے ضروری ہے کہ اس مرکز کی صفائی اور ستھرائی کو ہمیشہ پیشِ نظر رکھا جائے، تا کہ پاکیزگیٔ ظاہر وباطن کے ساتھ پاکیزگیٔ قلب ونظر پیدا ہو اور پورے انہماک کے ساتھ تعلق مع اللہ پیدا ہو جائے۔

درسِ حدیث

از: مولانا ڈاکٹر محمد ناصر، جھنگ

عزت دِلانے والے کام

عَنْ مَالِکٌ أَنَّهُ بَلَغَهُ، أَنَّهُ قِيلَ لِلُقْمَانَ الْحَكِيمِ: مَا بَلَغَ بِکَ مَا يُرَى؟ قَالَ مَالِکٌ: يُرِيدُونَ الْفَضْلَ، قَالَ لُقْمَانُ: ''صِدْقُ الْحَدِيثِ، وَأَدَاءُ الْأَمَانَةِ، وَتَرْکُ مَا لَا يَعْنِينِي''. (الْمُوَطَّأ: 1814)

(حضرت امام مالکؒ بیان کرتے ہیں کہ: مجھے یہ بات پہنچی ہے کہ لقمان حکیمؒ سے دریافت کیا گیا کہ: آپ کو اس فضیلت کے مقام پر کن باتوں نے پہنچایا؟ انھوں نے بتایا: ''سچی بات کہنا، امانت ادا کرنا اور لایعنی باتوں کو ترک کرنا''۔)

حضرت لقمان حکیمؒ کے بیان کے مطابق اللہ تعالیٰ نے ان تین باتوں کی پابندی کی وجہ سے انھیں عزت و شرف عطا کیا، وہ کہتے ہیں: 1۔ میں ہمیشہ سچ بولتا ہوں۔ 2۔ کسی کی امانت کو پورے طور پر ادا کرتا ہوں۔ 3۔ فضول باتوں سے دور رہتا ہوں۔ ایک مؤمن کے ایمان کا نور اور اس کے عمل میں ایمان کا اظہار عمدہ اَخلاق ہیں۔ مذکورہ تینوں اَوصافِ عمدہ اَخلاق کی آبیاری کے لیے نہایت اہم ہیں۔

پہلے وصف کے بارے میں قرآن کا حکم ہے: ''سچ بولنے والوں کی معیت اختیار کرو'' (سورت التوبہ)۔ جب کہ جھوٹ بہت سے امراض کی جڑ ہے۔ امانت کسی دوسرے کی چیز، یا راز کو کہتے ہیں۔ کسی کی کوئی قیمتی چیز یا کوئی راز امانت ہوسکتا ہے۔ وہ کسی اہم پہلو کی پردہ پوشی کے حوالے سے کسی کی عزت و ناموس کا معاملہ بھی ہوسکتا ہے۔ کسی اہل آدمی کے حق میں سچی گواہی دینا، حق کو ظاہر کرنا، امانت ادا کرنے میں آتا ہے۔ یعنی: آپ کے پاس کوئی ایسی چیز ہے، جس سے دوسرے کا کوئی حق وابستہ ہے تو اسے پورے طور پر ادا کرنے کو ''امانت'' کہتے ہیں۔ اس کی حفاظت کرنا اور اس کی بروقت ادائیگی کرنا 'امانت کی ادائیگی' اور اس کے برعکس طرزِ عمل ''خیانت'' ہے۔ حضور ﷺ نے فرمایا: ''اُس کا ایمان نہیں، جس میں امانت نہیں''۔ (مشکوٰۃ، حدیث: 35)

بے کار اور لایعنی باتوں سے مراد یہ ہے کہ جن کا نہ دُنیوی کوئی جائز فائدہ ہو، نہ اُخروی کامیابی۔ مثلاً ایسے کھیل جن میں جسمانی یا ذہنی ریاضت کے بجائے محض وقت کا ضیاع ہو، فضول اور بے ہودہ گفتگو، ایسی مجلسیں جن میں کوئی دُنیوی کامیابی یا اُخروی فلاح نہ ہو، یہ اور ان جیسے سب اُمور ''لایعنی'' کے زُمرے میں آتے ہیں۔ حضور ﷺ نے فرمایا: مؤمن کے ایمان کی علامت ''ترک ما لا یعنیہ'' (رواہ ترمذی) ہے کہ مؤمن لایعنی چیزوں کو چھوڑ دے۔ تاہم ایسے مشاغل جن میں انسان کو کوئی دنیاوی فائدہ ہوتا ہے، روزگار میسر آتا ہے، زیرِکفالت لوگوں کی ضروریات پوری کرنے کی کوئی جائز راہ نکلتی ہے، یا کوئی اَور کامیابی ملتی ہے، یہ سب انسان کی ضروریات ہیں۔ ان اُمور میں آدمی کو وقت صَرف کرنا چاہیے۔ وہ سب چیزیں لایعنی ہیں، جن کا دنیا یا آخرت میں کوئی فائدہ نہیں ہے۔ حضرت لقمانؒ اللہ تعالیٰ کی طرف سے عزت ملنے کا سبب مذکورہ ان تین چیزوں کے چھوڑ دینے کو قرار دیتے ہیں۔

صحابہؓ کا ایمان افروز کردار

مولانا قاضی محمد یوسف، حسن ابدال

حضرت طلحہ بن عبیداللہ ''طلحة الخیر'' رضی اللہ عنہٗ

حضرت طلحہ بن عبیداللہ ''طلحة الخیرؓ'' سابقون اوّلون اور عشرۂ مبشرہ (جنت کی بشارت پانے والے 10 صحابہؓ) میں سے تھے۔ آپؓ کا تعلق قبیلہ بنوتیم سے تھا۔ آپؓ کا رنگ گندمی تھا، بڑے بال رکھتے تھے۔ آپؓ کی ناک باریک اور خوب صورت تھی۔ بہت تیز چلتے تھے۔ حضرت طلحہؓ بعثتِ نبویؐ سے 14 یا 15 برس قبل پیدا ہوئے۔ آپ پہلے آٹھ مسلمانوں میں سے ایک ہیں جو حضرت ابوبکر صدیقؓ کے ذریعے ایمان لائے۔

ہجرتِ نبویؐ میں راستہ میں آپ ﷺ سے ملاقات ہوئی۔ شام کے تجارتی سفر سے واپس آرہے تھے۔ انھوں نے آپؐ کو اہلِ مدینہ کے انتظار کی خبر سنائی اور آپؐ کو نئے کپڑے ہدیہ کیے۔ آپؓ نے اپنی والدہ اور حضرت ابوبکرؓ کے اہل خانہ سمیت ہجرت کی۔ مدینہ میں حضرت اُبَی بن کعب انصاریؓ سے آپؓ کا مواخاتی بھائی ہونے کا سلسلہ جوڑا گیا۔ حضور ﷺ نے آپؓ سے متعلق فرمایا: ''طلحہ و زبیر جنت میں میرے پڑوسی ہوں گے''۔ آپؐ نے انھیں ''جوّاد'' (سخی) کا خطاب بھی عطا فرمایا۔

آپؓ نے عہدِ نبویؐ کے تمام غزوات میں حصہ لیا۔ حضرت ابوبکر صدیق، حضرت عمر فاروق اور حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہم کے دورِ خلافت میں بھی بھرپور علمی و عملی اور اجتماعی کردار ادا کیا اور ہر دینی اور اجتماعی معاملے میں اپنی سلجھی ہوئی رائے اور ماہرانہ عمل کے ساتھ شریک رہے۔ بصری میں آپؓ کے ہزاروں شاگرد اور متعلقین موجود تھے۔

آپؓ کا شمار قریش کے بردبار اور سخی لوگوں میں ہوتا تھا۔ آپؓ لوگوں کو بن مانگے زیادہ مال دینے والے تھے۔ ایک مرتبہ آپ نے ایک زمین حضرت عثمانؓ کے ہاتھ 7 لاکھ درہم میں فروخت کی۔ قیمت لے کر گھر لائے تو سحری ہونے سے پہلے پہلے مدینہ کی گلیوں میں اپنے قاصدوں کے ذریعے مستحقین میں تمام مال تقسیم کردیا۔ تجارت سے آپؓ کو اچھی خاصی آمدنی ہوتی تھی۔ جس کا استعمال یہ تھا کہ بنوتیم کا کوئی مفلس ایسا نہ تھا کہ انھوں نے اس کی اور اس کے زیرِکفالت لوگوں کی حاجت روائی نہ کی ہو۔ ان کی بیواؤں کا نکاح نہ کرایا ہو۔ ان کے تنگ دستوں کو خادم نہ دیا ہو۔ ان کے مقروضوں کا قرضہ ادا نہ کیا ہو۔ ہر سال جب ان کی آمدن آتی تھی تو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو 10 ہزار درہم بھیجتے تھے۔ اسی طرح مختلف اہل حاجت میں اپنی آمدن و وسائل خرچ کرتے تھے۔

آپؓ نے مختلف اوقات میں نو شادیاں کیں۔ ان سے 11 بیٹے اور 4 بیٹیاں پیدا ہوئیں۔ آپؓ جنگ جمل کے موقع پر 63 سال کی عمر میں 36 ہجری میں شہید ہوئے۔ آپؓ کی وفات کے کچھ عرصے بعد خاندان کے لوگوں نے خواب میں دیکھا کہ حضرت طلحہؓ فرما رہے تھے کہ: ''تم نے مجھے ایسی جگہ پر دفن کیا جہاں کیچڑ بن گیا، پانی موجود ہے، مجھے یہاں سے نکالو!''۔ انھوں نے وہاں سے ان کو نکال کر دوسری جگہ دفن کیا اور ان کے جسم میں کسی قسم کا کوئی عیب نہ تھا۔

سیاسی گرگوں اور مذہبی لومڑیوں کی آماجگاہ میں سالِ نو کی آمد

سن 2025ء کا آغاز ہو چکا۔ دنیا بھر کے انسانی سماج ترقی کی نئی رفعتوں کو چھو رہے ہیں، جب کہ ہم پاکستانی ایک ایسے معاشرے کے باسی ہیں، جہاں کے سیاست دان' قوم، ملک اور وطن کے مقدس ناموں کو اپنے گروہی مفادات کی بھٹی میں ایندھن کے طور پر استعمال کرتے ہیں۔ یہ وہ بازی گر ہیں جو خوابوں کے جال بُن کر سادہ لوح عوام کی اُمیدوں کو غیروں کے ہاں گروی رکھ کر دادِ عیش دیتے ہیں۔ ان کا مفاداتی کردار وہ تُند ہوا ہے، جو درختوں کو جڑ سے اُکھاڑ پھینکتی ہے۔ ان کی چالاکیاں قوم کے خوابوں کے آئینے کو چکنا چور اور قوم کے وجود کو دیمک کی طرح چاٹ کر کھوکھلا کر دیتی ہیں۔ یہ وطن کے باغ کے وہ زہریلے بیج ہیں، جو خوشبو کے پردے میں خار اُگاتے ہیں۔ ان کی سیاست' نفرت کے اَنگاروں سے روشن ہوتی ہے اور ان کا اقتدار معصوموں کے خوابوں کی خاکستر پر تعمیر ہوتا ہے۔ وہ عوام کو اُمیدوں کے چراغ دکھا کر اندھیروں میں بے یار و مددگار چھوڑ آتے ہیں۔ ان کے فیصلے قوم کے سینے پر وہ زخم ہیں جو وقت کے مرہم سے بھی مندمل نہیں ہوتے۔ یہ وہ سوداگر ہیں جو عوام کی جانوں کو اپنی ہوس کے ترازو میں تولتے اور بازارِ سیاست میں سیاسی فریب کی نت نئی دُکانیں کھول کر قوم کو زہر بیچتے ہیں۔ ان کا سیاسی کردار ہماری تاریخ کا سیاہ باب ہے۔

اسی طرح یہاں مصلحتوں کے اسیر' مذہبی سیاست کے کھلاڑی' مذہب کو مئے دوآتشہ بنا کر الفاظ کی بازی گری سے دین کے روشن چہرے کو اپنے سیاسی اقتدار کے مفادات کی تاریکی میں چھپانے کی کوشش کرتے رہے ہیں۔ انھوں نے اپنے چہرے پر مذہب کا مقدس نقاب چڑھا رکھا ہے، لیکن ان کا کردار مذہب کی پاکیزہ تعلیمات کی نفی ہے۔ یہ دین کو اپنے مفادات کا آلہ بنانے کے ماہر ہیں۔ ان کا ہر سیاسی عمل ''اسلامی سیاست'' کے نام پر عوام کے ایمانی جذبات کے ساتھ کھیلنے کے سوا کچھ نہیں۔ ان کی مذہبی سیاسی دُکان میں بھی جھوٹ کو خوب صورت رنگوں میں بیچا جاتا ہے۔ ان کی آستینوں میں وہ زہر بھرے سانپ چھپے ہوئے ہیں، جن کے زہر کو یہ آبِ حیات ظاہر کرتے ہیں، لیکن حقیقت میں وہ زہرِ ہلاہل ہے۔ یہ سادہ لوح دلوں میں خوف واُمید کے بیج بو کر اپنے مفادات کی کھیتی سینچتے رہتے ہیں۔ یوں یہ یہاں دین کے پاکیزہ شجر کو خاردار بیابان میں بدلتے رہے ہیں۔

ان سیاسی اور نام نہاد مذہبی رہنماؤں نے یہاں ایک ایسا معاشرہ تخلیق کر دیا ہے، جہاں جھوٹ اور نفاق کی دُھند نے ہر چار سُو پھیل کر ہر کردار کو اپنی لپیٹ میں لے رکھا ہے۔ ایسے معاشرے میں ہمیشہ سچ کے سورج پر جھوٹ اور نفاق کی کُہر چھائی رہتی ہے۔ ایسے معاشرے کے باسی' خاموشی کے زہر کو اپنی رگوں میں اُتار کر خوشامد کے آئینے میں اپنے بگڑے چہروں کو سنوارنے کی کوشش کرتے ہیں۔ جھوٹ کے خوشبودار نقاب میں لپٹے یہ افراد' اپنی حقیقت کو دفنا چکتے ہیں۔ اس تاریک ماحول میں نئی نسل' سچ اور جھوٹ کے بیچ فرق کرنا بھول جاتی ہے۔ گویا ان کے دل آئینے کے بجائے دُھندلے شیشے بن جاتے ہیں۔ ایسا معاشرہ منافقت کی آماج گاہ بن جاتا ہے، جہاں کرداروں کے چہروں پر مسکراہٹیں نہیں، دھوکے کے زخم جھلکنے لگتے ہیں۔

ہمارے ملک میں ستتر سالہ تاریخ کے تسلسل میں گزشتہ چار سال سے اقتدار اور سیاست کے میدان میں جس طرح جمہوری قدروں کو پاؤں تلے روندا گیا، دھونس اور دھاندلی کے سارے ریکارڈ توڑ دیے گئے، اس سے عام ذہن میں ایک ایسے معاشرے کا تصور اُبھرنے لگا جس میں انصاف کے ترازو کو جھوٹ کی زنجیروں میں جکڑ دیا گیا ہو، پارلیمنٹ عوامی مینڈیٹ کا منہ چڑاتی ہو، عدالتیں سچائی کے جنازوں پر مہر ثبت کرنے لگی ہوں، جمہوریت کا چہرہ خاک وخون میں لت پت ہو رہا ہو، الیکشن کمیشن دھاندلی کے ساز پر رقص کرنے لگا ہو، پولیس ظلم کی زنجیروں کا کوڑا بن جائے اور انتظامیہ انسانی حقوق کی قبروں پر اقتدار کی اینٹیں چُننے لگے۔ ایسے ملک اور معاشرے کے عوام اُمید کے چراغ بجھا کر تاریکی میں ٹھوکریں کھانے لگتے ہیں۔ ایسی حکومتیں ظلم کا وہ وحشی دیو ہوتی ہیں، جو ہر خواب کو چیر پھاڑ کر نگل جاتا ہے۔ ان گزشتہ چار سالوں میں جس طرح سے حکومتی اداروں نے اپنے سیاسی مخالفین پر ہر طرح کی مشقِ ستم روا رکھی، وہ تاریخ کا ایک شرم ناک باب ہے۔

ایسے ملک جہاں اقتدار' جھوٹ، دھوکے اور دھونس کے تاریک ستونوں پر کھڑا ہو، وہاں جدوجہد کی شمعیں بجھا دی جاتی ہیں۔ ظلم کی سنگینوں سے زخمی خواب خاک پر بکھرتے ہیں اور سچائی کے علم بردار قید و بند کی تاریکیوں میں دفن کر دیے جاتے ہیں۔ عوام کے دل مایوسی کے صحرا میں بھٹکنے لگتے ہیں، جہاں اُمید کے سراب بھی دم توڑ دیتے ہیں۔ سیاست ایک دلدل بن جاتی ہے، جس میں قدم رکھنے والا ہر شخص خوف اور بے بسی کے بوجھ تلے دب جاتا ہے۔ ایسے ظلم کے معاشروں میں لوگ اپنی آوازوں کو خوف کے سائے میں دفن کرنے لگ جاتے ہیں اور حالات کی تبدیلی ایک ادھورا خواب بن کر رہ جاتی ہے۔

اب ستم بالائے ستم یہ کہ ظلم کی اس چکی میں پستے ہوئے عوام کے زخموں پر نمک چھڑکتے ہوئے ہماری مقتدر اشرافیہ نئے سال کا جشن بھی منا رہی ہے۔ بھلا وہ ملک جہاں ظلم واستحصال کی دیواریں فلک کو چھوتی ہوں، جہاں تعلیم یافتہ جوان بے روزگاری کی زنجیروں میں جکڑے ہوں اور مریض دوائی کے لیے تڑپتے ہوں، وہاں نئے سال کا جشن، ظلم کی سنگینوں پر مسکراہٹ سجانے کے مترادف ہے۔ سرکاری عمارتوں پر چراغاں وہ مذاق ہے، جو اندھیروں میں ڈوبے گھروں کی تضحیک کرتا ہے۔ یہ روشنی نہیں، مظلوموں کے آنسوؤں سے جلائی گئی شمعیں ہیں۔ نئے سال کی یہ خوشی درحقیقت غریب کی اُمیدوں کے کفن میں لپٹا ہوا دھوکہ ہے، جو ہر چراغ کے ساتھ سسکتے خوابوں اور بکھرتی اُمیدوں کو جلانے کا اعلان کرتی ہے۔

(بقیہ: صفحہ 12 پر)

افکار شاہ ولی اللہؒ

مترجم: مفتی عبدالخالق آزاد رائے پوری

تینوں لطائف کی صفات وافعال اور تجرباتی دلائل

امام شاہ ولی اللہ دہلویؒ ''حُجّۃُ اللّٰہِ البالِغہ'' میں فرماتے ہیں:

''جب ہم نے عقلی طور پر ان تینوں (عقل، قلب اور نفس) کی پوری ساختہ نوعیت اور ان تینوں سے صادر ہونے والے افعال اور ان کے باہمی ملنے سے پیدا ہونے والی امتزاجی خصوصیات اور صفات کو جان لیا تو یہی وہ تین جسمانی اعضا ہیں کہ جن کی عضویاتی ساخت سے (علم الاحسان میں) بحث کرنے کے بجائے صرف ان تینوں لطائف کی صفات اور افعال سے اس علم میں بحث کیا جانا ضروری ہے۔

(تینوں لطائف کی صفات وافعال)

1۔ قلب کی صفات اور اس کے افعال میں یہ اُمور ہیں: o غصہ کرنا، o جرأت کا اظہار کرنا، o کسی سے محبت کرنا، o بزدلی پیدا ہونا، o خوشی کا اظہار کرنا، o ناراضگی کا اظہار کرنا، o پُرانی محبت سے وفاداری دکھانا، o محبت اور بغض میں تلوّن مزاجی کا ہونا، o جاہ اور مرتبے کی محبت کا ہونا، o سخاوت کا ہونا، o بخل کا اظہار کرنا، o اُمیدوں کا پیدا ہونا، o خوف زدہ رہنا۔

2۔ عقل کی صفات اور اس کے افعال میں یہ اُمور ہیں: o یقین کا پیدا ہونا، o شک رکھنا، o وہم کا پیدا ہونا، o ہر پیدا ہونے والی چیز کے اَسباب تلاش کرنا، o منفعت بخش چیزوں کے حاصل کرنے اور نقصان دہ چیزوں سے بچنے کے طریقہ کار پر غور وفکر کرنا۔

3۔ نفس کی صفات میں یہ اُمور ہیں: o کھانے پینے کی لذیذ چیزوں کی حرص ہونا، o عورتوں کا عاشق ہونا وغیرہ وغیرہ۔

(تینوں لطائف کے ثبوت کے تجرباتی دلائل)

(شاہ صاحبؒ نے ''ابواب الاحسان'' کے پہلے مقدمے میں نفس، قلب اور عقل کے ثبوت کے شرعی اور عقلی دلائل بیان کیے ہیں۔ اب اس کے تجرباتی دلائل دیتے ہیں:)

جہاں تک تجربے سے ان تینوں لطائف کے ثبوت کا تعلق ہے تو وہ یہ ہے کہ تمام افرادِ انسانی کا اگر ڈیٹا جمع کیا جائے تو لامحالہ ہمیں یہ علم حاصل ہوگا کہ وہ اپنی جبلت کے اعتبار سے اُمور سرانجام دینے میں ایک دوسرے سے مختلف ہوتے ہیں۔

(''قلب'' اور ''نفس'' کے حوالے سے افراد کی دو اقسام)

1۔ بعض ایسے افراد ہوتے ہیں جن کا ''قلب'' اُن کے ''نفس'' پر حکمران ہوتا ہے۔

2۔ اور بعض ایسے ہوتے ہیں کہ جن کا ''نفس''، ''قلب'' پر غالب اور قاہر ہوتا ہے۔

پہلے آدمی — جس کا ''قلب''، ''نفس'' پر حکمران ہے — جب اُسے غصہ آتا ہے، یا اُس کے دل میں کسی بڑے منصب کے حاصل کرنے کا جوش پیدا ہوتا ہے تو اس کے نزدیک (نفس سے متعلق) بڑی سے بڑی لذتیں بے معنی ہو کر رہ جاتی ہیں۔ وہ اُن لذتوں کو چھوڑنے پر صبر کرتا اور انھیں چھوڑنے پر اپنے نفس سے بڑے سے بڑا مجاہدہ کرا لیتا ہے۔

دوسرے آدمی — جس کا ''نفس'' اُس کے ''قلب'' پر غالب وقاہر ہے — کے سامنے جب کھانے پینے اور شہوت سے متعلق چیزیں پیش ہوں تو وہ فوراً اُس میں بے سوچے سمجھے کود پڑتا ہے۔ اگرچہ اُسے ہزار دفعہ شرم اور عار دلائی جائے۔ وہ کبھی بھی اعلیٰ منصب کے حصول کی رغبت رکھنے کی طرف متوجہ نہیں ہوگا، یا کسی ذِلت اور رُسوائی سے بچنے کے لیے شہوتوں سے دور رہنے کے لیے کوئی کردار ادا نہیں کرے گا۔

بسا اوقات غیور انسان — غیور وہ ہوتا ہے، جس کا ''قلب''، ''نفس'' پر حاکم ہو — کے سامنے خوب صورت عورت سے نکاح کی پیش کش کی جائے اور اُس کا نفس بھی بڑی شدت سے اُس کی طرف دعوت بھی دے رہا ہو، لیکن غیرت کے سبب سے اُس آدمی کے قلب میں اُس کی طرف شادی کرنے کا قلبی رُجحان تک بھی نہیں ہوتا۔ اسی طرح وہ بھوک برداشت کرنے اور پورا لباس نہ ہونے پر صبر کر لیتا ہے، لیکن وہ اپنی فطری غیرت کے سبب کسی کے سامنے کھانے پینے اور لباس کے حصول کے لیے بھیک نہیں مانگتا۔

بسا اوقات حریص انسان — جس کا ''نفس'' اُس کے ''قلب'' پر غالب ہے — کے سامنے خوب صورت عورت سے شادی یا عمدہ اور لذیذ کھانا کھانے کی پیش کش کی جائے اور وہ جانتا بھی ہو کہ اُسے اس کھانے یا شادی کرنے سے بہت بڑا نقصان اُٹھانا پڑے گا، خواہ وہ نقصان طبی حوالے سے ہو، یا حکمتِ عملی اور تجرباتی پہلو سے ہو، یا کچھ لوگوں کے اُس پر تسلط کر لینے کے حوالے سے ہو، اور وہ ان تمام نقصانات سے ڈر بھی رہا ہو، کانپ بھی رہا ہو اور اس نقصان سے بچنا بھی چاہتا ہو، لیکن پھر خواہشِ نفس اُسے اندھا کر دیتی ہے اور وہ جانتے بوجھتے اس ہلاکت خیز گرداب میں مبتلا ہو جاتا ہے۔

اور بسا اوقات ایک انسان کا ''نفس'' بہ یک وقت دو باہم مخالف پہلوؤں کی طرف شوق اور میلان رکھتا ہے، پھر اُس پر ایک پہلو کا داعیہ اور جذبہ دوسرے پہلو کے داعیہ پر غالب آ جاتا ہے، اور پھر اسی غالب داعیہ کے تحت اُس سے ایک دوسرے سے ملتے جلتے افعال بار بار صادر ہوتے ہیں۔ یہاں تک کہ وہ آدمی اُن کاموں کے حوالے سے ضرب المثل بن جاتا ہے۔ پھر یا تو خواہشات کی پیروی کرنے والا اور اُن سے محفوظ نہ رہنے والا شخص مشہور ہو جاتا ہے اور یا وہ جو اپنی خواہشات کو کنٹرول کرنے اور اپنی عقل کی قوت کو استعمال میں لانے والا فرد مشہور ہو جاتا ہے۔

(''عقل'' اور ''قلب'' و ''نفس'' کے حوالے سے دو اقسام)

تیسرا آدمی وہ ہے کہ جس کی ''عقل'' دیگر دونوں لطائف؛ ''قلب'' اور ''نفس''، پر غالب ہے۔ مثلاً ایسا سچا مؤمن آدمی جو ایمان کا پورا حق ادا کرتا ہے، اُس کی قلبی محبت اور بغض اور اُس کے نفس کی بڑھتی ہوئی شہوت' شریعت کے دیے ہوئے حکم کے مطابق تبدیل ہو جاتی ہے۔ اور شریعت کے دیے ہوئے جواز کے دائرے کے اندر رہ کر قلب اور نفس کے حقوق ادا کرتا ہے۔ وہ ایک لمحے کے لیے بھی شریعت کے احکامات کے دائرے سے باہر نہیں نکلتا''۔ (ابواب الاحسان، باب:4، المقامات والاحوال)

اسلامی دور کی
ناقابلِ فراموش شخصیات

مفتی محمد اشرف عاطف، لاہور

سقوطِ بغداد پر
شیخ سعدیؒ کا نوحہ

عباسی خلافت کے زوال سے نہ صرف مسلم خلافت کا جاہ وجلال خاک میں مل گیا، بلکہ علم وادب کے خزانے جو کتابوں اور مخطوطوں کی صورت میں برس ہا برس کی محنت سے جمع کیے گئے تھے، وہ سب ملیامیٹ کر دیے گئے۔ بغداد جہاں سے علم کی روشنی پھوٹتی تھی، دنیا کا اکثر حصہ علم کے نور سے منور ہوتا تھا، وحشی درندوں نے تباہ وبرباد کر دیا۔ سائنسی تحقیقات جو طویل محنت سے کشید کی گئی تھیں، وہ دریائے دجلہ میں بہادی گئیں۔ اس پر شیخ سعدیؒ نے شیراز میں بیٹھ کر بغداد کا نوحہ کہا، جسے اب تک فارسی شاعری میں رِقت آمیز نظم کہا گیا ہے۔ اس کے چند اشعار قارئین کی نظر ہیں۔

شیخ سعدیؒ جو ''معلمِ اَخلاق'' کے لقب سے معروف ہیں، پیدا تو شیراز میں ہوئے، لیکن تعلیم بغداد کے مدرسہ نظامیہ میں حاصل کی۔ آپؒ کے زمانے میں ہی بغداد کا سقوط ہوا۔ شیخ سعدیؒ نے اس موقع پر ایک طویل نظم میں مسلمانوں کی حالتِ زار کو بیان کیا ہے:

آسمان را حق بود گر خون بگرید بر زمین
بر زوالِ ملکِ مستعصم امیرالمؤمنین
(آسمان کے لیے جائز ہے کہ مستعصم۔ امیرالمؤمنین۔ کی خلافت کے زوال پر خون برسائے۔)

اے محمدؐ! گر قیامت می برآری سر ز خاک
سر برآور ایں قیامت درمیانِ خلق بین
(اے محمدؐ! اگر آپ قیامت کے وقت اپنی قبر سے سر اُٹھائیں گے تو ابھی سر اُٹھایئے اور لوگوں پر ٹوٹنے والی قیامت دیکھیے۔)

زینہار از دورِ گیتی ، و انقلاب روزگار
در خیالِ کس نیامد کانچناں گردد چنین
(دنیا کے چکر اور زمانے کے انقلاب سے پناہ! کسی کے خیال میں بھی نہ آیا تھا کہ یوں سے یوں ہو جائے گا۔)

خونِ فرزندانِ عمِ مصطفیٰؐ شد ریختہ
ہم بر آں خاک کہ سلطانان نہادند جبین
(اسی خاک پر کہ جس پر بادشاہ اپنی پیشانی رکھا کرتے تھے، مصطفیٰؐ کے چچا (حضرت عباسؓ) کی اولاد کا خون بہہ گیا۔)

قالبِ مجروح اگر در خاک و خون غلطد چہ باک
روحِ پاک اندر جوارِ لُطفِ ربِ العالمین
(ان کے مجروح قالب اگر خاک وخون میں لتھڑے ہیں تو کیا ہوا؟ ان کی پاک روحیں تو ربّ العالمین کے لطف ومہربانی کے پاس ہے۔)

یاربّ ایں ملکِ مسلمانی بہ امن آباد دار
در پناہ شاہ عادل پیشوای ملک و دین
(یارب! اس مسلمان ملک کو عادل بادشاہ اور ملک ودین کے پیشوا کی پناہ میں امن کی حالت میں آباد رکھ۔)

ملکی معیشت
ملکی معیشت
ملکی معیشت

محمد کاشف شریف ، اسلام آباد

ہواؤں کا رُخ

نئے سال میں سیاسی استحکام کا حصول، روایتی اور دہائیوں سے ڈالی جانے والی واردات کو دُہرانے میں مدد فراہم کرے گا۔ گزشتہ چار سال کے دوران سیاسی ہلچل اور عدمِ استحکام نے ہماری مقتدرہ کی معاشی حالت کو مستحکم نہیں ہونے دیا۔ رہی بات عام عوام کی، تو یہ بات طے ہے کہ پاکستان میں بیس بائیس کروڑ لوگ دراصل ان مقتدرہ کے لالچ اور غلط اقدامات کا خمیازہ بھگتنے اور اپنی زندگی رواں رکھنے کی تگ ودو کے لیے ہیں۔ یہ جو کہا جاتا ہے کہ ''معیشت کے اَعشاریے بہتری کی جانب گامزن ہیں''، اس کا سراسر مطلب: ایسے اَعشاریے جو دنیا کو دکھانے کے لیے ہوں۔ اس میں سب سے پہلے مزید قرض وصول کرنے کے لیے ماحول بنایا جاتا ہے، جس میں بتایا جاتا ہے کہ جناب ہماری معیشت کا حجم بڑا ہو گیا ہے، اس لیے اب ہم پہلے سے زیادہ قرض لے سکتے ہیں۔ کیوں کہ معاہدے کے تحت حکومتِ پاکستان قومی معیشت کا ستر فی صد ہی قرض لے سکتی ہے۔ پھر یہ کہا جاتا ہے کہ ٹیکس وصولنے کی شرح بھی بڑھ گئی ہے، اس لیے مزید قرض کچھ نہیں کہے گا۔ پھر کہا جاتا ہے کہ مہنگائی میں اضافے کی شرح بھی کم ہو گئی ہے۔ گویا معیشت میں بچت بھی فروغ پائے گی اور یوں مقامی سطح پر سرمایہ کاری کے لیے رقوم موجود رہیں گی۔ اس سب میں عوام کہاں ہے؟ اگر سیاسی حالات خراب نہ ہوں تو مذکورہ آنکڑے مزید قرض اور بیرونی سرمایہ کاری کے لیے بہترین ہیں۔ بڑی بڑی ملٹی نیشنل کمپنیوں میں سرمایہ کاری کا فیصلہ عام طور پر ایسے اعداد وشمار پر ہی تو ہوتا ہے جو عالمی اداروں کی ایما پر ترتیب دیے جاتے ہیں۔

لیکن اس سیاسی منظرنامے نے آئی ایم ایف کو بھی مجبور کر دیا ہے کہ اس حوالے سے شرائط لگائے۔ چناں چہ شرح سود کی کمی کے باوجود جہاں حکومت کو سالانہ بجٹ میں 1500 ارب روپے کی بچت ہو سکتی ہے اور اس ممکنہ بچت کے چلتے حکومت نے رواں سال اب تک 2350 ارب روپے کا مقامی قرض اُتار دیا ہے، وہاں آئی ایم ایف اور دیگر عالمی ادارے پاکستان پر زور ڈال رہے ہیں کہ اندرونی سیاسی حالات کو مستحکم کیا جائے۔ عمران خان کی جانب سے عدمِ تعاون کی تحریک اس ابتر ہوتی ہوئی سیاسی ومعاشی صورتِ حال کے لیے ایک بُری خبر ہے۔ اور تو اور یورپی یونین کی جانب سے پاکستانی درآمدات کا خصوصی اسٹیٹس ختم کرنے کا عندیہ بھی اس سیاسی ابتر صورتِ حال پر ردِعمل ہے۔ ان دو اعلانات پر بیس فی صد بھی عمل ہو گیا تو پاکستان کو ماہانہ 60 کروڑ ڈالر کے لگ بھگ کا دھچکا لگ سکتا ہے، جو بہرحال ناقابلِ برداشت ہوگا۔ یہ صرف زرمبادلہ میں کمی کا باعث نہیں ہوگا، بلکہ اس کمی کی وجہ سے مہنگائی اور بے روزگاری کی ایک اَور لہر کے لیے تیار ہو جائیں، کیوں کہ ایسی ابتلاؤں کی ذمہ داری تو ہم نے اُٹھا رکھی ہے، لیکن دوسری طرف ہماری مقتدرہ منافع میں کمی کو زیادہ دیر تک برداشت نہیں کر سکتی۔ اس لیے اب معاملات کا نتیجہ نکالنا ہی پڑے گا، کیوں کہ پاکستانیوں کا تو کوئی مسئلہ نہیں لیکن آقا بدل گئے ہیں۔

عالمی منظرنامہ

مرزا محمد رمضان، راولپنڈی

ملکِ شام کا اُکھاڑہ

مشرقِ وسطیٰ کا خطہ، اسرائیلی ریاست کے قیام سے مستقل بدامنی کا شکار ہے۔ طاغوتی طاقتوں نے عربوں کو بالخصوص اور عالمِ اسلام کو بالعموم اپنے مذموم مقاصد کا طفیلی بنایا ہوا ہے۔ مسلمان ملکوں پر ایسے حاکم مسلط ہیں، جو مکروہ عزائم کے حصول کے عمل کو مہمیز کرتے رہتے ہیں۔ خطوں میں ایسی آگ جلائی ہوئی ہے، جو مدھم ہونے کا نام ہی نہیں لیتی۔ جلاؤ کو برقرار رکھنے کے لیے ایندھن کی فراہمی کا عمل مسلسل جاری و ساری رہتا ہے۔ استعمار نے مختلف ملکوں میں ایسے مراکز قائم کر رکھے ہیں، جو حکمتِ عملی کے تحت اپنی ذمہ داریاں نبھانے پر مامور ہیں۔ حدت میں جھلسنے والے ممالک: فلسطین، غزہ، دریائے اُردن کا مغربی کنارہ، مصر، لبنان، شام، ترکی، ایران اور عراق وغیرہ۔

اسرائیلی ریاست کا قیام 1948ء میں اقوامِ متحدہ کی قراردادوں کے مطابق عمل میں لایا گیا۔ فلسطین کو دو الگ الگ عرب ریاستوں میں تقسیم کرنے کی منظوری نومبر 1947ء میں دی گئی۔ بیت المقدس کو بین الاقوامی شہر کے درجے پر رکھا گیا۔ ترکی اور شام سرد جنگ کے دوران مخالف کیمپوں میں رہے ہیں۔ اس کے علاوہ کُردوں کا معاملہ، دجلہ و فرات کے پانی کا تنازع بھی دونوں ملکوں کے تعلقات کو یرغمال بنائے ہوئے ہے۔

ھیئۃ تحریرِ الشّام: یعنی شام کی آزادی کے نام پر بننے والا گروہ، جس کا مخفف ''ایچ ٹی ایس'' ہے۔ ''ڈی ڈبلیو'' کے مطابق شام کا یہ باغی گروپ کئی شدت پسند دھڑوں پر مشتمل ہے۔ ابو محمد جولانی نے 2017ء میں القاعدہ سے علاحدہ ہو کر اس نئی تنظیم کی بنیاد رکھی۔ وہ خود ''النصرہ فرنٹ'' سے اُبھر کر آیا تھا۔ اس کے ذریعے شام کے تیل کے کنوؤں پر قبضہ کر کے وہاں کا تیل چرایا گیا۔

لبنان: حزب اللہ یہاں کی سیاسی اور عسکری تنظیم ہے، جو 1980ء میں قائم ہوئی۔ اس تنظیم نے اسرائیلی فوجی دستوں کے انخلا میں مرکزی کردار ادا کیا۔ غزہ کی پٹی: 1993ء میں اوسلو معاہدے کے تحت فلسطینی اتھارٹی وجود میں آئی، جس کی حکومت کے دو حصے کیے گئے۔ غزہ کی پٹی اور دریائے اُردن کا مغربی کنارہ۔ اسرائیل اور مصر کے درمیان غزہ 40 کلومیٹر طویل اور 10 کلومیٹر چوڑائی رکھنے والا علاقہ ''غزہ اسٹرپ'' یا ''غزہ کی پٹی'' کہلاتا ہے۔ حماس: غزہ کی عسکری تنظیم ہے، جو 1987ء میں قائم ہوئی۔ حماس ''حرکة المقاومة الاسلامية'' کا مخفف ہے۔ یعنی تحریکِ مزاحمتِ اسلامیہ، جس کی بنیاد اِخوانی رہنما شیخ احمد یاسین نے رکھی تھی۔ 1967ء کی عرب اسرائیل جنگ کے بعد غزہ، مغربی کنارہ، گولان کی پہاڑیاں اور مشرقی یروشلم کے علاقے بھی اسرائیل ہڑپ کر گیا۔ فلسطینی ان تینوں علاقوں کو اپنی قائم ہونے والی مجوزہ ریاست کا حصہ سمجھتے ہیں۔

اس سے پہلے متعدد بار اسرائیل کے ساتھ حماس کی جھڑپیں ہوتی رہی ہیں، لیکن 7/ اکتوبر 2023ء کو حماس نے اسرائیل کے خلاف بڑے پیمانے پر باقاعدہ حملوں کا آغاز کر دیا۔ جسے حماس نے ''آپریشن طوفان الاقصیٰ'' کا نام دیا، جب کہ اسرائیل نے جوابی عمل کو ''آپریشن آہنی تلوار'' سے تعبیر کیا۔

مشرقِ وسطیٰ میں اسرائیلی جارحیت کے خلاف فلسطینی روزِ اوّل سے مزاحمت جاری رکھے ہوئے ہیں۔ اگرچہ اقوامِ متحدہ نے اپنی قراردادوں کے ذریعے فلسطین کے مسئلے کا دو آزاد ریاستی حل قرار دیا تھا، لیکن طاغوتی طاقتوں نے آج تک اس پر عمل درآمد ہونے نہیں دیا۔ کیوں کہ ان کے دو چہرے ہیں؛ حقیقی اور بناوٹی۔ بناوٹی چہرے کے ذریعے انسانی ہمدردی کا ڈرامہ رچایا جاتا ہے، جب کہ حقیقی کے ذریعے قتل و غارت کا بازار گرم رکھا ہوا ہے۔ 7/ اکتوبر 2023ء کے معرکے نے اسرائیلی جارحیت کو جنگ میں بدل دیا ہے۔ روس کا کہنا کہ ہم اسرائیل کو فلسطین کی سرزمین ہڑپ نہیں کرنے دیں گے۔ ایران، عراق اور شام کے ہی راستے فلسطینیوں کو کمک فراہم کر رہا ہے۔

پھر اچانک 8/ دسمبر 2024ء کو شامی ریاست میں تبدیلی آجاتی ہے۔ دہشت گرد گروپ جو حالیہ صدی کے اوائل سے شامی حکومت کے درپے تھے، شام میں آناً فاناً ان کا اقتدار شروع ہو جاتا ہے۔ مغربی طاقتیں جو مختلف ہتھکنڈوں کے ذریعے بشار الاسد کی حکومت ختم کرنے کی کوششیں کر رہی تھیں، ان کی ہر تدبیر ناکام ہو رہی تھی، کیوں کہ روس سیسہ پلائی ہوئی دیوار بنا ہوا تھا۔ کسی جنگ و جدل کے بغیر شام بہ ظاہر سابقہ دہشت گرد گروپ کے سپرد ہو جاتا ہے۔ گویا عالمی جنگ ایک اہم موڑ میں داخل ہو گئی ہے۔ اسرائیل جو غزہ کی جنگ میں شکست سے دوچار تھا، لبنان کا محاذ کھول کر بھی ناکام رہتا ہے۔ دفعتاً شام کے علاقوں پر چڑھائی کرتا ہوا دکھائی دیتا ہے، جو دجل ہی کی ایک شکل ہے۔

امریکی مقتدرہ دو دھڑوں میں منقسم دیکھائی دیتی ہے: ایک وہ جو حالیہ جنگ سے نکلنا چاہتا ہے۔ دوسرا جس کے مفادات جاری آپریشنز سے جڑے ہوئے ہیں۔ وہ اپنے سابقہ سودوں کو مکمل کرنا چاہتے ہیں۔ بائیڈن کے مقابلے میں ٹرمپ کی فتح اسی کا عملی مظہر ہے۔ روس نے شام کے محاذ کو جس طرح ٹھنڈا کیا ہے، سابقہ امریکی مقتدرہ کو فوری تبدیلی ہضم نہیں ہو رہی۔ اسے سزا دینے کے لیے روس کے ایک اعلیٰ عہدے دار جنرل 19/ دسمبر 2024ء کو مروا دیا جاتا ہے۔ بدلے میں روس نے اگلے ہی روز اپنی طاقت کا مظاہرہ کرتے ہوئے 20/ دسمبر 2024ء کو حملہ کر کے یوکرین کی خفیہ ایجنسی کے ہیڈ کوارٹر کو تباہ و برباد کر دیا ہے۔ یوکرین کی پشت پناہی کرنے والی طاقتوں نے اب ہاتھ کھینچنا شروع کر دیا ہے۔ یوکرینی صدر زیلنسکی مایوسی کے ہتھکنڈے اختیار کرتا ہوا دکھائی دیتا ہے۔ اسرائیل مشرقِ وسطیٰ میں استعماری طاقتوں کی آماج گاہ تھی۔ مقابلے میں اُبھرتی ہوئی طاقتوں کا نیا مرکز ایران قائم ہو گیا ہے، جس نے جدید ٹیکنالوجی پر اپنی دسترس کا عملی نمونہ؛ جدید ڈرونز اور میزائل کی شکل میں ظاہر کر دیا ہے۔ خود رُوس، یورپ کے محاذ پر فاتح کی حیثیت سے آگے بڑھ رہا ہے۔ یورپ کی اہم ترین طاقتیں، نیٹو کو نظرانداز کرتے ہوئے روس کے ساتھ براہِ راست ہاتھ ملا رہی ہیں۔ دوسری طرف شام میں روسی فوجی تنصیبات نہ صرف مکمل طور پر محفوظ ہیں، بلکہ نئی شامی حکومت ان کے قریب جانے سے بھی گریزاں ہے۔ شام کے اُکھاڑے میں بھی نئی اُبھرتے ہوئے یہی پہلوان اپنی طاقت کے داؤ پیچ کھیلتے ہوئے نظر آ رہے ہیں۔

رپورٹ: سیّد نفیس مبارک ہمدانی، لاہور

اصلاح اور تربیت کے دو دائرے؛ تہذیبِ نفس اور تہذیبِ مدن

13؍ دسمبر 2024ء کو حضرت اقدس مفتی عبدالخالق آزاد رائے پوری مدظلہٗ نے ادارہ رحیمیہ ملتان کیمپس کے افتتاح کے موقع پر خطبہ جمعۃ المبارک ارشاد فرماتے ہوئے فرمایا:

’’معزز دوستو! الحمدللہ! آج ہم ادارہ رحیمیہ علومِ قرآنیہ (ٹرسٹ) لاہور کے ایک مزید نئے کیمپس میں جمع ہیں۔ یہ ملتان کیمپس کی افتتاحی تقریب ہے۔ برکت والا دن جمعۃ المبارک ہے۔ اس دن میں ہم مسلمانوں کو یہ حکم دیا گیا ہے کہ ہم اپنی ایک اجتماعیت قائم کریں۔ اس میں ہم دین کے بنیادی اساسی اُمور سمجھیں اور اُن پر عمل کرنے کا پختہ عزم اور ارادہ اپنے اندر موجزن کریں۔ امام شاہ ولی اللہ دہلویؒ فرماتے ہیں کہ شارع علیہ السلام یعنی حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ نے اللہ کی طرف سے انسانیت کے نام جو پیغام جاری کیا ہے، اس کے دو بنیادی دائرے ہیں: ایک کا تعلق تہذیبِ نفس سے ہے کہ انسان عبادات کے ذریعے سے اپنے نفس، قلب اور عقل کو مہذب بنائے اور اپنی بداَخلاقیوں کو دور کرکے اعلیٰ اَخلاق کا حامل ہو۔ دوسرا اہم ترین علم جو مخصوص انبیا کو دیا گیا ہے اور اُن میں بھی حضرت موسیٰ علیہ السلام اور امام الانبیا حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ بہت اعلیٰ مقام پر ہیں۔ وہ علمِ ’’نظام المدینہ‘‘ ہے کہ ایک ریاست اور مملکت کا نظم و نسق کیسے قائم ہوگا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے بنی اسرائیلی قوم کا نظام ایسا بہتر بنایا، ایسی اُس کے لیے تیاری کی کہ آپؑ کے بعد حضرت یوشع بن نونؑ بیت المقدس کے حکمران بنے اور پھر بڑھتے بڑھتے یہ حکومت حضرت داؤد علیہ السلام اور سلیمان علیہ السلام کے زمانے میں پورے مشرقِ وسطیٰ؛ بلاد الشام سے لے کر یمن تک قائم ہوگئی۔ قومی سطح کا بنیادی نظام حضرت موسیٰ علیہ السلام نے تشکیل دیا اور امام الانبیا حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ نے نہ صرف عرب قوم کا، بلکہ پوری دنیا کی اقوام کا ایک بین الاقوامی نظام تشکیل دیا۔ جسے امام شاہ ولی اللہ دہلویؒ ’’خلافتِ کبریٰ‘‘ سے تعبیر کرتے ہیں۔

نظام المدینہ قائم کرنا‘ اجتماعیت کے بغیر ممکن نہیں ہے۔ اور اجتماعیت کے لیے ایک مرکز کی ضرورت ہوتی ہے۔ اسی لیے حضرت ابراہیم علیہ السلام نے جب دینِ حنیفی کی تعلیم اور اس کی تربیت کا آغاز کیا ہے تو مکۃ المکرّمہ، بیت اللہ الحرام تعمیر کرکے اللہ کے ساتھ تعلق جوڑنے کا ایک مرکز بنایا اور اپنے بڑے بیٹے حضرت اسماعیل علیہ السلام کے ذریعے سے دینِ حنیفی قائم کرنے کے لیے ایک عالم گیر نظام تشکیل دیا۔ پھر حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ نے اسی مرکز کے ذریعے دنیا بھر میں غلبۂ دین کا عالمی نظام قائم کیا۔ دوسرا مرکز بیت المقدس حضرت اسحاق علیہ السلام نے بنایا، جہاں ان کی اولاد رہی اور انھوں نے مشرقِ وسطیٰ میں دین کے غلبے کا قومی نظام قائم کیا۔ یہ نظام جماعت کے بغیر نہیں بن سکتا اور جماعت بغیر مراکز کے قائم نہیں ہوتی۔ مراکز بنانا سنتِ ابراہیمی ہے۔ ادارہ رحیمیہ لاہور اور ملک بھر میں اس کے ذیلی مراکز اور کیمپسز کا قیام اسی سنت کا تسلسل ہیں‘‘۔

غزوۂ تبوک کے تناظر میں سچی جماعت کی معیت اختیار کرنے کا حکم

حضرت آزاد رائے پوری مدظلہٗ نے مزید فرمایا:

’’ادارہ رحیمیہ علومِ قرآنیہ بنانے کا مقصد اُس مشن (تہذیبِ نفس اور نظام المدینہ کے قیام) کو زندہ کرنا ہے، جو انبیا علیہم السلام، بالخصوص امام الانبیا حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ اور صحابہ کرامؓ کی عظیم جدوجہد کے نتیجے میں دنیا پر قائم ہوا۔ جس کے لیے حضرت مجدد الف ثانیؒ سے لے کر شیخ الہند حضرت مولانا محمود حسنؒ تک علمائے ربانیین نے تجدیدی جدوجہد اور کوشش کی۔ شیخ الہندؒ سے لے کر مولانا عبیداللہ سندھیؒ اور مولانا حسین احمد مدنیؒ اور مولانا شاہ عبدالرحیم رائے پوریؒ سے لے کر مولانا شاہ سعید احمد رائے پوریؒ تک اکابرین نے اس مشن کے لیے قربانیاں دیں۔

اللہ تعالیٰ نے غزوۂ تبوک کے موقع پر ارشاد فرمایا: ’’اے لوگو جو ایمان لائے ہو، اللہ سے ڈرو اور سچوں کے ساتھ ہو جاؤ‘‘۔ تقویٰ اختیار کرو! کلمہ پڑھتے ہو، نماز پڑھتے ہو، عبادات کرتے ہو، اللہ سے کیوں نہیں ڈرتے؟ سچوں کا ساتھ دو۔ سچی جماعت وہ تھی جو رسول اللہ ﷺ کے ساتھ غزوۂ تبوک گئی۔ جس نے مشقت برداشت کی اور اعلیٰ کردار ادا کیا۔ ان سچے لوگوں کی معیت اختیار کرو۔ ان سے پیچھے رہ جانا بڑی سخت محرومی ہے۔

یہ آیت صرف اُن تین صحابہؓ کے لیے ہی نہیں ہے، جو غزوۂ تبوک سے پیچھے رہ گئے تھے۔ اس سے پہلے والی آیت میں اُن کی توبہ قبول ہوچکی ہے، بلکہ یہ آیت قیامت تک کے تمام مسلمان لوگوں کے لیے ہے۔ یہاں ایک عالمی قانون اور ضابطہ بیان کیا ہے کہ ایمان والی جماعت کو اللہ سے ڈرنا ہے اور سچوں کا ساتھ دینا ہے۔ یہ امر بالوجوب ہے۔ اسے ماننا لازم ہے کہ جو بھی سچے ہیں، سیاست میں سچے، معیشت میں سچے، معاملات میں سچے، لین دین میں سچے، بات چیت میں سچے، عمل میں سچے، ان کی معیت اختیار کرو، یہ حکمِ الٰہی ہے۔ سچے کون ہیں؟ وہ لوگ ہیں جن پر اللہ نے انعام کیا ہے۔ اب ان سچوں میں سے جتنے بھی شہری لوگ ہیں یا گرد و پیش میں رہنے والے دیہاتی لوگ ہیں، کسی کے لیے یہ گنجائش نہیں ہے کہ رسول اللہ کے مشن، ان کے مقصد، رسول اللہ کی ہدایات کی خلاف ورزی کریں۔ رسول اللہ ﷺ سے پیچھے رہنے کی اجازت نہیں ہے۔

کسی شہری، کسی دیہاتی، کسی ریاست، کسی قوم، کسی ملک میں بسنے والے مسلمانوں پر اس آیت میں دو حکم نافذ کیے گئے ہیں۔ رسول اللہ ﷺ کا مقصد، مشن، نظریہ وہ ہے کہ جو اللہ تعالیٰ نے خود قرآن نے بیان کردیا ہے کہ: دشمن تو اس دین کو مٹانا چاہتا ہے۔ یہ تو یہ چاہتے ہیں کہ اپنے مونہوں سے اللہ کے اس نور کے چراغ کو بجھا دیں، لیکن اللہ تعالیٰ اس نور کو تمام کرنے والا ہے۔ اللہ وہ ہے، جس نے اپنے رسول کو حق کا دین دے کر بھیجا ہے، اس لیے کہ وہ اس دین کو دنیا میں غالب کرے۔ (سورت التوبہ) اور وہ رسول اللہ ﷺ کا اصل ہدف ہے۔ اس لیے اس بنیادی مشن سے، اس بنیادی فکر سے، اس بنیادی مقصد سے پیچھے رہنے کی کسی مسلمان کو اجازت نہیں ہے‘‘۔

برصغیر میں استعماری نظام کے خلاف علما کی جدوجہد اور قربانیاں

حضرت آزاد رائے پوری مدظلہٗ نے مزید فرمایا:

"غزوۂ تبوک" کا تناظر دیکھیے اور حضرت شیخ الہند کی جدوجہد کا اندازہ لگایئے کہ جب اکیلے شیخ الہند مولانا محمود حسنؒ اپنی چھوٹی سی جماعت کو لے کر انگریز سامراج کو للکارتے ہیں۔ سیّد احمد شہیدؒ، شاہ اسماعیل شہیدؒ، اپنی اجتماعی طاقت اور قوت پیدا کر کے ظلم کے نظام کو للکارتے ہیں۔ امام شاہ ولی اللہ دہلویؒ ظلم اور نفاق کے اُس نظام کو "فکّ کلّ نظام" (ہر بوسیدہ نظام کو توڑ دو) کے نعرے کے ذریعے سے للکارتے ہیں۔ جب سادہ لوح علما، انگریز کے تسلط کے باوجود ہندوستان کو "دارالاسلام" قرار دینے کے لیے فتوے دے رہے تھے، حضرت شاہ عبدالعزیز دہلویؒ "دارالحرب" کا فتویٰ دے کر واضح کرتے ہیں کہ یہ اسلام کا ملک نہیں رہا۔ آزادی کی جدوجہد اور کوشش کرنا لازمی ہوگیا۔

آپ دیکھیے کہ ولی اللّٰہی جماعت نے رسول اللہ ﷺ کے مشن اور فکر کو زندہ رکھا ہے۔ صحابہؓ کو اس راستے میں تکلیفیں آئیں، مصیبتیں آئیں، مشقتیں برداشت کیں۔ انھیں کی اتباع میں اس مشن کے لیے حضرت شیخ الہندؒ نے مالٹا کی سخت سرد ترین جیل کاٹی، اذیتیں برداشت کیں۔ مولانا سیّد حسین احمد مدنیؒ نے کتنی ہی دفعہ جیل کی مشقتیں برداشت کیں، عظیم جدوجہد اور کوشش کی، لیکن اپنے نظریے سے انحراف نہیں کیا۔

دارالعلوم دیوبند کی اجتماعیت دین کے غلبے کے لیے تھی۔ حضرت شیخ الہندؒ نے فرمایا: "میرے استاذ مولانا محمد قاسم نانوتویؒ نے یہ دارالعلوم اس لیے بنایا ہے کہ 1857ء کی جنگِ آزادی کی ناکامی کا بدلہ لینے کے لیے یہاں افرادی قوت پیدا کی جائے۔ جن لوگوں کا مقصد صرف کتابیں پڑھنا پڑھانا ہے، مَیں انھیں کچھ نہیں کہتا، لیکن مَیں نے اپنے لیے یہ طے کیا ہے کہ جب تک سانس میں سانس ہے، جان میں جان ہے، میں اس انگریز سامراج کی ظالمانہ حکومت کو برداشت کرنے کے لیے تیار نہیں ہوں"۔

اس ولی اللّٰہی جماعت اور اس سے جڑے اداروں اور خانقاہوں نے انگریز سامراج سے آزادی کے لیے عزیمت کا راستہ اختیار کیا۔ دارالعلوم دیوبند سے وابستہ گرد و نواح کی جتنی بھی خانقاہیں تھیں؛ حاجی امداد اللہ مہاجر مکیؒ کی خانقاہ تھانہ بھون ہو، حضرت مولانا رشید احمد گنگوہیؒ کی خانقاہِ گنگوہ ہو، حضرت شاہ عبدالرحیم رائے پوریؒ کی خانقاہِ رائے پور ہو، ان تمام کے بارے میں علامہ سیّد محمد انور شاہ کشمیریؒ کے بیٹے مولانا محمد اَنظر شاہ کشمیریؒ "نقشِ دوام" میں یہ بات لکھتے ہیں کہ ان تمام خانقاہوں میں بیعتِ جہاد لی جاتی تھی کہ انگریز کے سسٹم کو قبول نہیں کرنا۔ اس نظام کو نہیں ماننا۔ اس سسٹم کو ماننا ہے جو محمد مصطفیٰ ﷺ نے دیا۔ وہ سسٹم کیا ہے؟ وہ امام شاہ ولی اللہ دہلویؒ نے قرآن حکیم اور احادیث کے مجموعے صحاح ستہ کو سامنے رکھ کر "حجۃ اللہ البالغۃ" میں تفصیل سے واضح کر دیا ہے۔ ولی اللّٰہی فکر دراصل اس آیت کا مصداق ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے مشن کو زندہ کرنے کی اور غلبۂ دین کے لیے ہر طرح کی جدوجہد اور کوشش کی جائے"۔

ادارہ رحیمیہ کے بنیادی مقاصد اور اس میں پڑھائے جانے والے علوم

حضرت آزاد رائے پوری مدظلہٗ نے مزید فرمایا:

"1950ء میں حضرت شاہ سعید احمد رائے پوریؒ خانقاہِ رائے پور انڈیا سے یہاں پاکستان میں آئے۔ اپنی زندگی کے قیمتی باسٹھ تریسٹھ سال (1950ء تا 2012ء) پاکستان میں انھوں نے اس ولی اللّٰہی فکر کو زندہ کرنے، اس نبوی اُسوۂ حسنہ کو زندہ کرنے، شیخ الہندؒ کے اس فکر کو پھیلانے کے لیے جدوجہد کی اور قربانیاں دیں۔ اس کی ایک پوری تاریخ ہے۔ طلبا کی تعلیم و تربیت کے لیے 1967ء میں "جمعیت طلبائے اسلام" بنائی۔ پھر اسی ملتان شہر میں 1987ء میں ولی اللّٰہی فکر پھیلانے کے لیے "تنظیم فکرِ ولی اللّٰہی" بنائی اور 2001ء میں تاریخی شہر لاہور میں ادارہ رحیمیہ علومِ قرآنیہ کی بنیاد رکھی۔ آج ادارے کے وجود میں آئے ہوئے پچیس سال ہو چکے ہیں۔ ان پچیس سالوں میں ولی اللّٰہی فکر کے تناظر میں نوجوانوں کی تعلیم و تربیت کے لیے دس علوم قرآنیہ ہمارے پیشِ نظر رہے ہیں:

الف: علومِ قرآنیہ کی بنیادی اور حقیقی تعلیمات نوجوان نسل کے سامنے پیش کرنا، اس کے لیے علومِ قرآنیہ کے چار بنیادی شعبوں؛ تفسیر، حدیث، فقہ اور سلوک و طریقت کے حوالے سے:

1۔ قرآن حکیم کی مستند تفسیر کا شعور پیدا کرنا
2۔ احادیثِ نبویہ ﷺ کی مسلمہ تشریح سے آگہی دینا
3۔ فقہ اور قانونِ اسلامی کی اجماعی تفہیم واضح کرنا
4۔ دینی تصوف اور سلوک و طریقت کی اساس پر باطنی تربیت اور تزکیۂ قلوب کے لیے انسانیت کے بنیادی اخلاق پر تربیت کرنا

ب: انسانی سماج کی تشکیل کے بنیادی علوم اور ان کے قرآنی اصول سے واقفیت بہم پہنچانا:

5۔ عمرانیات (Sociology) اور اس کے قرآنی اصول
6۔ سیاسیات (Political Science) اور اس کے قرآنی اصول
7۔ معاشیات (Economics) اور اس کے قرآنی اصول
8۔ تاریخ (History) اور اس کے قرآنی اصول
9۔ فلسفہ (Philosophy) اور اس کے قرآنی اصول
10۔ حالاتِ حاضرہ اور قرآنی نقطۂ نظر سے ان کا تجزیہ کرنا

۲۷/ جمادی الاخریٰ ۱۴۲۱ھ / 14/ ستمبر 2001ء ادارہ رحیمیہ لاہور کے افتتاحی اجلاس میں بھی میں نے یہ دس اُصول بیان کیے تھے۔ اور جب بھی ادارہ کہیں بھی نیا تعمیر ہوتا ہے، دوبارہ دہراتا ہوں، تاکہ ہمارے ذہنوں میں واضح ہو۔ اور الحمد للہ ان پچیس سالوں میں اس ادارے کی تعلیم و تربیت کی اساس پر جو لوگ ہمارے ساتھ مربوط ہوئے ہیں، انھوں نے یہ تعلیمات سیکھی ہیں اور آگے بڑھے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اس ادارے کے مشن اور فکر کو سمجھنے، اس کے مطابق اس کی اتباع کرنے کی توفیق عطا فرمائے"۔ (آمین)

رپورٹ: اظہر مسعود، کراچی

کراچی کتب میلے میں ''رحیمیہ مطبوعات لاہور'' کا سٹال

آرٹس کونسل آف پاکستان، کراچی میں 5/ سے 8/دسمبر 2024ء تک جاری رہنے والی سترھویں عالمی اُردو کانفرنس کے موقع پر منعقدہ کتب میلہ، جہاں ادب دوستوں کے لیے ایک اہم مرکز رہا، وہیں ملک بھر کے نام وَر پبلشرز نے اپنی تخلیقات کی نمائش کے ذریعے قارئین کو بھرپور مواقع فراہم کیے۔ ''رحیمیہ مطبوعات لاہور'' نے بھی اس کتب میلے میں اپنے علمی و ادبی ذخیرے کو پیش کرنے کے لیے ایک دل کش سٹال لگایا۔ سٹال کے انتظامات جناب آصف لطیف کی زیرنگرانی کیے گئے، جب کہ جناب عبدالمجید میمن نے دیگر انتظامی اُمور کو نہایت احسن انداز میں سرانجام دیا۔ مختلف زونز کی ٹیموں نے مشترکہ کوششوں سے اس میلے کو ایک کامیاب ایونٹ بنانے میں اہم کردار ادا کیا۔

ریجن لوئر سندھ کے احباب، خصوصاً ریجنل کوآرڈینیٹر انجینئر جان محمد گدارو اور ریجنل کوآرڈینیشن کمیٹی کے دیگر معزز اراکین، تمام دنوں میں بھرپور طور پر سٹال پر موجود رہے اور اپنی خدمات سرانجام دیں۔ اس دوران سینئر مرکزی احباب بھی وقفے وقفے سے سٹال پر تشریف لاتے رہے۔ انھوں نے سٹال کا دورہ کرنے والے معزز مہمانوں، ٹی وی چینلز کے نمائندوں اور اخباری صحافیوں کو ادارہ رحیمیہ اور رحیمیہ پبلی کیشنز کے تعلیمی، تحقیقی اور فکری کام کا جامع تعارف پیش کیا، جس سے ادارے کا پیغام مزید مؤثر انداز میں پہنچا۔

رحیمیہ سٹال کا دورہ مختلف شعبہ ہائے زندگی سے تعلق رکھنے والی معزز شخصیات نے کیا، جن میں کالج اور یونیورسٹی کے طلبا و طالبات، پروفیسر حضرات، مدارس کے طلبا و علمائے کرام اور اُردو ادب سے وابستہ علمی و سماجی شخصیات شامل تھیں۔ انھوں نے ادارہ رحیمیہ کی علمی و تحقیقی خدمات کو نہایت قدر کی نگاہ سے دیکھا اور اس کے فکری و تعلیمی میدان میں نمایاں کام کو بھرپور سراہا۔ پہلا دن: 5/دسمبر کو صبح 10 بجے سے شام 4 بجے تک مختلف جامعات، خصوصاً زیبسٹ اور سندھ مدرسۃ الاسلام یونیورسٹی کے طلبا نے بھی سٹال کا دورہ کیا۔ کئی کتابیں خریدیں۔ ان طلبا کو ادارے کی جانب سے رحیمیہ میگزین کی کاپیاں بہ طورِ تحفہ پیش کی گئیں۔ ساتھ ہی ادارہ کی مطبوعات اور مختلف سرگرمیوں کا تفصیلی تعارف بھی فراہم کیا گیا۔ طلبا نے ادارہ رحیمیہ کے تحت منعقد ہونے والے پروگراموں میں شرکت کے حوالے سے گہری دلچسپی کا اظہار کیا، جو اس دن کی ایک اہم کامیابی رہی۔ اسی روز ڈاکٹر امان اللہ، جو درس و تدریس کے شعبے سے وابستہ رہ چکے ہیں اور متعدد کتب کے مصنف ہیں، نے بھی اسٹال کا وزٹ کیا۔ انھوں نے ادارہ رحیمیہ کے تحقیقی و علمی کام کو انتہائی قدر کی نگاہ سے دیکھا اور اس کی خدمات کو بھرپور سراہا۔

دوسرا دن: 6/دسمبر: آج صبح سے ہی سٹال پر وِزیٹرز کا ایک نمایاں رش نظر آرہا تھا۔ جناب واصف ریاض ایڈووکیٹ نے وکلا کے ساتھ سٹال کا دورہ کیا۔ تشریف لائے ہوئے وکلا نے ادارے کی سماجی تعمیر و تشکیل کے حوالے سے اس کی علمی و فکری کوششوں کی بے حد تعریف کی اور اسے موجودہ دور کی اہم ضرورت قرار دیا۔ اسی دن دارالعلوم کراچی کے بعض اساتذہ اور طلبا نے بھی ولی اللّٰہی علوم پر مبنی کتب میں گہری دلچسپی کا اظہار کیا اور ان کتب کو خریدنے میں اپنی دلچسپی ظاہر کی۔

تیسرا دن: 7/دسمبر: اس دن سٹال کا وزٹ کرنے والوں میں معروف مصنف انور سن رائے اور معروف کالم نگار محمد حمید شاہد شامل تھے۔ دونوں نے ادارہ رحیمیہ کی علمی اور تحقیقی کاوشوں کو سراہتے ہوئے کہا کہ: ''آپ لوگ بہت اہم کام کر رہے ہیں اور مذہب کے ساتھ نوجوان نسل کو متوجہ کر رہے ہیں''۔ اس کے علاوہ جاپانی قونصل خانے سے وابستہ افراد بھی سٹال کا وزٹ کرنے آئے، جن کے ساتھ کراچی یونیورسٹی سے پروفیسر ڈاکٹر معین الدین عقیل بھی موجود تھے۔ انھوں نے تقریباً تمام کتابوں کی ایک ایک کاپی خریدی۔ اس موقع پر تشریف لائے ہوئے مہمانوں کو اعزازی کتابیں بھی پیش کی گئیں۔ جاپانی مہمان نے تاثرات بک میں لکھا: ''رحیمیہ مطبوعات کے تحقیقی کام نے مجھے بے حد متأثر کیا۔ خاص طور پر ادارے کا تاریخ اور صوفی ازم پر کام بہت منفرد اور قیمتی ہے''۔

چوتھا اور آخری دن، 8/دسمبر: کتب میلے کا آج چوتھا اور آخری دن تھا۔ عوام کی ایک بڑی تعداد نے کتب میلے کا رخ کیا اور سٹال پر صبح سے رات گئے تک لوگوں کا رش برقرار رہا۔ کتابوں کے شوقین اور مختلف شعبہ ہائے زندگی سے تعلق رکھنے والے افراد نے نہ صرف سٹال کا دورہ کیا، بلکہ علمی مکالمے اور گفتگو میں بھی حصہ لیا۔ اس دن ادارہ کی مرکزی مجلس شوریٰ کے رُکن ڈاکٹر لیاقت علی شاہ صاحب سکھر سے تشریف لائے۔ ڈاکٹر صاحب نے ریجن لوئر سندھ کے احباب کی اس قابل قدر علمی کاوش کو سراہتے ہوئے ان کی حوصلہ افزائی کی۔ آج سندھ مدرسۃ الاسلام یونیورسٹی کے وائس چانسلر ڈاکٹر مجیب الرحمان صحرائی بھی ''رحیمیہ مطبوعات'' کے سٹال پر تشریف لائے۔ انھوں نے اپنے تاثرات کو اسٹال کی ''تاثرات بک'' میں ان الفاظ کے ذریعے قلم بند کیا: ''رحیمیہ مطبوعات کا وزٹ میرے لیے ایک بہترین اور خوش گوار تجربہ رہا''۔

اس دن جامعہ دارالعلوم کراچی، جامعۃ الرشید اور دیگر معروف مدارس کے اساتذۂ کرام و طلبا اور کی ایک کثیر تعداد نے سٹال کا وزٹ کیا۔ ان حضرات نے ادارے کی کاوشوں کو نہایت قدر کی نگاہ سے دیکھا اور اسے وقت کی اہم ضرورت قرار دیا۔ رات کے وقت بک فیئر کے چیف کوآرڈینیٹر سیّد سلطان خلیل اور دیگر معروف پبلشرز بھی رحیمیہ کے سٹال پر تشریف لائے۔ ڈاکٹر لیاقت علی شاہ صاحب نے مہمانوں کو ادارہ رحیمیہ کا تعارف پیش کیا اور ادارے کی مطبوعات، علمی کاوشوں اور فکری خدمات پر روشنی ڈالی۔

یہ چار روزہ سرگرمی اپنی نوعیت کی ایک شان دار اور یادگار کاوش ثابت ہوئی۔ اسٹال پر آنے والے تمام معزز مہمانوں، اہل علم، اساتذہ اور طلبا کو ادارہ رحیمیہ کا تعارفی کتابچہ اور ماہنامہ ''رحیمیہ'' پیش کیا گیا۔ 'وِزیٹر بک' میں درج کیے گئے تاثرات نے اس بات کی گواہی دی کہ ''رحیمیہ مطبوعات لاہور'' کی علمی و تحقیقی کاوشیں کس قدر دلوں میں گھر کر چکی ہیں۔ کئی معزز مہمانوں نے ادارے کی کاوشوں کو سراہتے ہوئے اسے ایک انمول سرمایہ قرار دیا اور مستقبل میں ادارے کے پروگراموں میں شرکت کے لیے اپنے تعلق کو مضبوط رکھنے کی خواہش کا اظہار کیا۔ اللہ تعالیٰ اس سرگرمی میں کام کرنے والے تمام احباب کی کوششوں کو قبول فرمائے۔ آمین!

ادارہ رحیمیہ علومِ قرآنیہ ملتان کیمپس کا افتتاح

سال 2024ء ولی اللّٰہی علوم وافکار کے فروغ کے اعتبار سے ایک منفرد سال رہا۔ جہاں اس میں ایک طرف حضرت الامام شاہ ولی اللہ دہلویؒ کے سلسلۂ فکر کے ایک عظیم شارح امامِ انقلاب مولانا عبیداللہ سندھیؒ کی شہرہ آفاق کتب کی اشاعت وتدوین ہوئی تو دوسری طرف مدینۃ الاولیا ملتان کو یہ سعادت حاصل ہوئی کہ یہاں پر ادارہ رحیمیہ علومِ قرآنیہ (ٹرسٹ) لاہور کے ایک عظیم الشان کیمپس کا افتتاح ہوا۔ شہر ملتان کو یہ منفرد اعزاز حاصل ہوا ہے کہ ۱۰/ جمادی الاولیٰ ۱۴۳۱ھ / 25/ اپریل 2010ء کو حضرت اقدس مولانا شاہ سعید احمد رائے پوریؒ نے اپنی حیاتِ مبارکہ میں اپنے دستِ مبارک سے ادارہ رحیمیہ علومِ قرآنیہ لاہور کے ملتان کیمپس کا افتتاح فرمایا تھا۔

حضرت رائے پوری رابعؒ کے اجل خلیفہ حضرت مولانا مفتی ڈاکٹر سعید الرحمٰن مدظلہٗ اور ملتان کے احباب کی محنتوں سے ملتان سمیت جنوبی پنجاب کے علاقوں میں کام کے فروغ کا عرصے سے تقاضا تھا کہ بڑی جگہ پر ادارے کے کیمپس کا قیام عمل میں لایا جائے۔ چناں چہ سال 2023ء کے آغاز میں موجودہ کیمپس ۔ شالیمار ویسٹ، بوسن روڈ۔ کی جگہ خریدی گئی اور 2/ ستمبر 2023ء کو تعمیراتی عمل کا آغاز ہوا اور الحمدللہ! 16 ماہ کے مختصر عرصے میں ایک عظیم الشان، بارُعب اور باوقار بلڈنگ کی تکمیل ہوئی۔

۱۰/ جمادی الاخریٰ ۱۴۴۶ھ / 13/ دسمبر 2024ء بروز جمعۃ المبارک کو دن ساڑھے گیارہ بجے اس مبارک تقریب کا آغاز ہوا۔ تقریب کے آغاز پر ادارہ رحیمیہ علومِ قرآنیہ (ٹرسٹ) کے انتظامی اُمور کے سربراہ حضرت مولانا مفتی محمد مختار حسن مدظلہٗ نے اپنے خطاب میں فرمایا کہ: ’’ہمیں مرکز کے ساتھ جڑ کر اپنی تربیت اور تزکیۂ قلوب کروانے کی ضرورت ہے۔ ادارہ بلڈنگ کا نام نہیں، بلکہ ایک تربیت گاہ ہے، جہاں ہم سب نے اپنی تربیت کے لیے آنا ہے‘‘۔

اس کے بعد صدر ادارہ رحیمیہ حضرت مولانا مفتی عبدالمتین نعمانی مدظلہٗ نے اپنے خطاب میں فرمایا کہ: ’’یہ ادارہ غلبہ دین کی جدوجہد کے لیے اُسی فکر ونظریے پر ہے، جس پر مسجد الحرام اور مسجدِ نبویؐ کا قیام ہوا تھا۔ یہ ادارہ بھی حضرت ابراہیم علیہ السلام اور حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ اور ولی اللّٰہی فکر ونظریے پر قائم کیا گیا ہے‘‘۔ اس کے بعد سرپرست ادارہ رحیمیہ علومِ قرآنیہ حضرت مولانا ڈاکٹر مفتی سعید الرحمٰن مدظلہٗ نے اپنے خطاب میں فرمایا کہ: ’’اللہ پاک کا یہ بہت بڑا انعام ہے کہ اُس نے ہمیں اس دین سے وابستہ کیا ہے، جس کی تکمیل حضور ﷺ نے فرمائی۔ اس دین کا بنیادی موضوع انسانیت کا اجتماعی طور پر سچے راستے پر گامزن ہونا ہے۔ دینِ اسلام نے اپنے ماننے والوں کو جو راستہ دکھایا ہے، وہ راستہ یہ ہے کہ دینِ اسلام ’’رائے کلی‘‘ (مفادِ عامہ کی اجتماعیت) کا شعور دیتا ہے۔ آج ہمارے اوپر مسلط طبقہ ’’رائے جزئی‘‘ (ذاتی مفادات کی گروہیت) اور انفرادی خوش فہمیوں کے بل بوتے پر حکمران ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ہم زوال کا شکار ہیں‘‘۔ مزید فرمایا کہ: ’’اس ادارے کا بنیادی مقصد ’’رائے جزئی‘‘ سے نکال کر اعلیٰ فکر اور ’’رائے کلی‘‘ پر عمل پیرا ہو کر دینِ اسلام کی اعلیٰ سوچ پیدا کرنا ہے۔ یہ رسمی ادارہ نہیں ہے، یہ محض ملک کے بڑے اداروں میں اضافہ نہیں، بلکہ اس کے اپنے اعلیٰ مقاصد ہیں‘‘۔

ان خطابات کے بعد حضرت اقدس مولانا مفتی شاہ عبدالخالق آزاد رائے پوری مدظلہٗ العالی نے حضرت رائے پوری رابع مولانا شاہ سعید احمد رائے پوریؒ کے خلفا کے ہمراہ ادارہ رحیمیہ ملتان کیمپس کی افتتاحی تختی کی نقاب کشائی فرمائی اور دعا فرمائی۔ پھر نمازِ جمعہ کی ادائیگی کے بعد حضرت اقدس آزاد رائے پوری مدظلہٗ نے ’’دینی غلبے کے لیے اجتماعی جدوجہد کی ناگزیریت اور علمائے حق کے کردار کے تناظر میں ادارہ رحیمیہ کے تعارُف‘‘ پر مفصل خطاب فرماتے ہوئے ’’اصلاح اور تربیت کے دو دائروں؛ تہذیبِ نفس اور تہذیبِ مدن وانسانی معاشروں کی تہذیب کے لیے نظام کے قیام اور جماعت کی ضرورت واہمیت، دین کے غلبے اور سماجی جدوجہد کے راستے میں مشکلات‘‘ پر گفتگو فرمائی۔ نیز 1857ء کی جنگِ آزادی کی ناکامی کی تلافی کے لیے دارالعلوم دیوبند کے قیام، پاکستان میں ولی اللّٰہی فکر کے اِحیا میں حضرت مولانا شاہ سعید احمد رائے پوریؒ کے کردار اور ادارہ رحیمیہ علومِ قرآنیہ کے بنیادی مقاصد واہداف اور پاکستان میں اُن کے قیام پر مفصل روشنی ڈالی۔ (حضرت والا اور دیگر حضرات گرامی کے خطابات ادارے کی ویب سائٹ، یوٹیوب چینل اور موبائل ایپ پر آڈیو اور ویڈیو کی صورت میں سنے جا سکتے ہیں۔)

ادارہ رحیمیہ علومِ قرآنیہ ملتان کیمپس کی افتتاحی تقریب میں حضرت رائے پوری رابعؒ کے خلفا اور ادارے کی مجلس شوریٰ، عاملہ، منتظمہ کے اراکین؛ حضرت ڈاکٹر سیّد لیاقت علی شاہ معصومی مدظلہٗ (سکھر)، حضرت مولانا مفتی عبدالقدیر مدظلہٗ (چشتیاں)، حضرت مولانا ڈاکٹر تاج افسر مدظلہٗ (اسلام آباد)، حضرت مولانا قاضی محمد یوسف قریشی مدظلہٗ (حسن ابدال)، حضرت مولانا صاحبزادہ سیّد رشید احمد مدظلہٗ (خانقاہ یٰسین زئی، ڈیرہ اسماعیل خان)، حضرت مولانا مفتی سیّد محمد انور شاہ مدظلہٗ (کوئٹہ)، حضرت مولانا عبداللہ عابد سندھی مدظلہٗ (جیکب آباد، سندھ)، مولانا ڈاکٹر راؤ عبدالرحمٰن، انجینئر آفتاب احمد عباسی، انجینئر عامر حفیظ، انجینئر عامر افتخار احمد، سیّد شہزاد احمد شاہ، پروفیسر عبدالنافع، حافظ نورالدین سومرو، پروفیسر امجد علی آرائیں، صاحبزادہ مولانا سیّد احمد علی، انجینئر ساجد علی، مرزا جاوید حمید، پروفیسر ڈاکٹر رشید احمد چوہدری، انجینئر وسیم اعجاز، مرزا محمد رمضان، عتیق الرحمٰن ایڈووکیٹ، اَخلاق احمد میمن، مولانا محمد عباس شاد، مولانا ڈاکٹر عبدالجبار سمیت ملک بھر سے تقریباً ڈیڑھ ہزار سے زائد احباب نے شرکت کی۔

افتتاحی دعا سے قبل تعمیراتی ٹیم: انجینئر مدثر ستار، انجینئر محمد ساجد، انجینئر علی ندیم خالد، انجینئر علی رضا اور پراجیکٹ منیجر طارق محمود چوہدری ایڈووکیٹ کو حضرت اقدس آزاد رائے پوری اور مرکزی حضرات نے اعزازی شیلڈز سے نوازا۔ حضرت اقدس مولانا مفتی شاہ عبدالخالق آزاد رائے پوری مدظلہٗ کی دعا کے ساتھ اس مبارک تقریب کی تکمیل ہوئی۔

Monthly RAHIMIA Lahore CPL No. 59

رفتارِ کار --- رپورٹ: فہد محمد عدیل، گوجرانوالا

تقریبِ رونمائی کتب

"المَوقِف فی الحدیث النَّبوی الشّریف"

و "خطبات و مقالات امامِ انقلاب مولانا عبیداللہ سندھیؒ"

ادارہ رحیمیہ علومِ قرآنیہ (ٹرسٹ) لاہور میں مؤرخہ 29 دسمبر 2024ء بروز اتوار کو "رحیمیہ مطبوعات" کی شائع کردہ دو کتابوں کی پُر وقار تقریبِ رونمائی منعقد ہوئی:

1۔ "المَوقِف فی الحدیث النَّبوی الشّریف" (جُزءٌ مِن کتاب "التّمهید لتعریف آئمه التجدید") تالیف: امامِ انقلاب مولانا عبیداللہ سندھیؒ مع شرح "المَوثِق البثیث علی المَوقف فی الحدیث" از مولانا مفتی عبدالخالق آزاد رائے پوری مدظلہٗ۔

2۔ "خطبات و مقالات امامِ انقلاب مولانا عبیداللہ سندھیؒ" مع ترتیب و تقدیم، تحقیق و حواشی از مولانا مفتی عبدالخالق آزاد رائے پوری مدظلہٗ۔

تقریب کا آغاز صبح 9 بجے تلاوتِ کلامِ پاک سے ہوا، جس کی سعادت مولانا سید احمد جواد ہمدانی (قصور) نے حاصل کی۔ تقریب کی نظامت کے فرائض جناب مولانا محمد عباس شاد نے ادا کیے۔ مولانا محمد عبداللہ (جیکب آباد) نے نظم پڑھی۔

اس کے بعد حضرت مولانا مفتی محمد مختار حسن (صدر انتظامیہ ادارہ)، حضرت مولانا ڈاکٹر تاج افسر (ناظم تربیت ادارہ)، حضرت مولانا مفتی عبدالمتین نعمانی (صدر ادارہ) اور حضرت مولانا ڈاکٹر مفتی سعید الرحمٰن (سرپرست ادارہ) نے بالترتیب دونوں کتابوں کے حوالے سے اظہارِ خیال فرمایا۔ ان کے بعد ان دونوں کتابوں کے شارح و محقق حضرت اقدس مولانا مفتی عبدالخالق آزاد رائے پوری مدظلہٗ العالی (جانشین سلسلۂ عالیہ رحیمیہ رائے پور) نے ان کتابوں کی اہمیت بیان کرتے ہوئے ان پر کیے گئے اپنے تحقیقی کام پر روشنی ڈالی۔ نیز ان کا مختصر خلاصہ بیان کیا۔ آخر پر حضرت اقدس دامت برکاتہم العالیہ نے تکمیل دعا فرمائی۔ اس تقریب میں لاہور، گوجرانوالا، قصور اور گرد و نواح کے احباب نے کثیر تعداد میں شرکت کی۔

"خطبات و مقالات مولانا عبیداللہ سندھیؒ"

حضرت مولانا مفتی عبدالخالق آزاد رائے پوری مدظلہٗ کی ترتیب و تقدیم، تحقیق و حواشی کے ساتھ طبع ہو چکی ہے: کل صفحات: 808 بڑا سائز: 20/26

رعایتی قیمت (50 فیصد ڈسکاؤنٹ کے ساتھ): میٹ پیپر: -/2500 روپے

آفسیٹ پیپر: -/2000 روپے سٹوڈنٹ ایڈیشن: -/1500 روپے

رحیمیہ مطبوعات، رحیمیہ ہاؤس، 33/A کوئینز روڈ (شارع فاطمہ جناح) لاہور۔

کتاب طلب کرنے کے لیے رابطہ کیجیے: راؤ عتیق الرحمٰن خاں 0332-7203090

دینی مسائل

اس صفحے پر قارئین کے سوالات کے جوابات دیے جاتے ہیں!

از حضرت مفتی عبدالقدیر شعبۂ دارالافتا ادارہ رحیمیہ علومِ قرآنیہ (ٹرسٹ) لاہور

سوال میری بھتیجی حاملہ ہے، چھ ماہ ابھی پورے نہیں ہوئے ہیں، یہ پہلا بچہ ہے، مختلف ڈاکٹرز اور گائنی ماہرین سے ہم ملے، الٹرا ساؤنڈ ہمارے پاس موجود ہیں، بچے کے سر میں پانی کافی زیادہ ہے، بچے اور ماں دونوں کے صحت کو خطرہ ہے، اور بچے کے دماغ کی گروتھ مکمل نہیں ہوئی تو ڈاکٹرز کی رائے یہ ہے کہ بچہ مردہ پیدا ہوگا اور اگر زندہ پیدا ہو بھی جائے تو انتہائی کمزور ہونے کی وجہ سے فوت ہونے کا قوی اندیشہ ہے۔ اس لیے ٹرمینیشن (اسقاطِ حمل) ضروری ہے۔ شرعی لحاظ سے اس کا حکم کیا ہے؟ عبداللہ، بنوں

جواب اگر حمل کی مدت چار ماہ ہو، حمل میں جان پڑ چکی ہو تو اسقاطِ حمل (حمل ضائع کرنا) جائز نہیں ہے، مگر جب ماں کی جان کو خطرہ ہو اور متدین اور ماہر ڈاکٹروں کی متفقہ آرا اِسقاطِ حمل کی ہوں تو انسانی جان کے احیا کے پیشِ نظر یہ عمل مجبوراً کیا جا سکتا ہے۔

تقریبِ تکمیل صحیح بخاری شریف

ادارہ رحیمیہ علومِ قرآنیہ (ٹرسٹ) لاہور میں ہر سال دورۂ حدیث شریف کی کلاس ہوتی ہے۔ اس کلاس میں صحیح بخاری شریف کا درس ہوتا ہے۔ امسال استاذ الحدیث ادارہ رحیمیہ حضرت مولانا زاہد محمود قاسمی نے صحیح بخاری شریف کی جلد اول اور حضرت اقدس مولانا مفتی شاہ عبدالخالق آزاد رائے پوری دامت برکاتہم العالیہ جانشین حضرت اقدس رائے پوری رابعؒ نے اس کی جلد ثانی کا درس دیا ہے۔ اس سال کے نصاب کی تکمیل پر ادارہ رحیمیہ لاہور میں "صحیح بخاری شریف" کی تقریبِ تکمیل

مؤرخہ: 2 فروری 2025ء / ۳ شعبان المعظم ۱۴۴۶ھ

بروز: اتوار بوقت: صبح 10 بجے

منعقد ہوگی۔ جس میں حضرت مولانا ڈاکٹر مفتی سعید الرحمٰن، حضرت مولانا مفتی عبدالمتین نعمانی، حضرت مولانا مفتی عبدالقدیر مدظلہم (مجازین حضرت اقدس رائے پوری رابعؒ) کے بیانات ہوں گے۔ نیز حضرت اقدس مولانا مفتی عبدالخالق آزاد رائے پوری دامت برکاتہم العالیہ صحیح بخاری شریف کی آخری حدیث پر درس دیں گے۔ تمام احباب سے اس پُر وقار تقریب میں شرکت کے لیے التماس ہے۔

بقیہ: شذرات حالات تو ایسے ہیں کہ قوم کی ہر حالت پر صدنوحے لکھے جائیں، لیکن جب حالات کی تاریکی ہر سمت چھا جائے اور اُمید کے چراغ بجھنے لگیں، تب ایسے معاشروں کے نوجوانوں کو وہ روشنی بننا ہوتا ہے جو اندھیروں کو چیر کر راستہ دکھائے۔ مایوسی کے بوجھ سے سر جھکانے کے بجائے، انھیں تاریخ کے ان عظیم لمحات کو یاد کرنا ہوتا ہے جب نوجوانوں نے اپنی ہمت سے ناممکن کو ممکن کر دکھایا، لیکن نوجوانوں کی توانائیاں محض جذباتیت کے بجائے پختہ فکر و شعور کی روشنی میں ظلم و استحصال کے نظام کے خلاف کسی پائیدار نظریے کے تحت منظم کرنا ضروری ہوتی ہیں، تا کہ وہ نہ صرف اپنی تقدیر بدلیں، بلکہ پورے معاشرتی نظام میں انقلاب کا سامان بن سکیں۔ (مدیر)

مدیر اعلیٰ مفتی عبدالخالق آزاد طابع و ناشر نے اے۔ جے پرنٹرز 28/A نسبت روڈ لاہور سے چھپوا کر دفتر ماہنامہ "رحیمیہ" رحیمیہ ہاؤس 33/A کوئینز روڈ لاہور سے جاری کیا۔